209-لہذا، اب جبکہ تمہارے پاس واضح دلائل پر مبنی آگاہی پہنچ چکی ہے (تو اس کے مطابق زندگی گذارنے کے لئے ثابت قدمی سے ڈٹ جاؤ)۔اس لئے اب ڈگمگانے کی ضرورت نہیں ہے۔ چنانچہ یہ جان رکھو کہ (یہ آگاہی اس کی جانب سے ہے) جو لامحدود غلبے کا مالک ہےاور جو حقائق کی باریکیوں کے مطابق درست اور نادرست کی اٹل حدیں مقرر کر کے فیصلے کرنے والا ہے۔

هَلْ يَنْظُرُوْنَ اِلَّآ اَنْ يَّاْتِيَهُمُ اللّٰهُ فِيْ ظُلَلٍ مِّنَ الْغَمَامِ وَالْمَلٰٓئِكَةُ وَقُضِيَ الْاَمْرُ ؕ وَاِلَى اللّٰهِ تُرْجَعُ الْاُمُوْرُ ﴿۲۱۰﴾

ع 25 14 9

210-(مگر اس قدر واضح آگاہی پہنچ جانے کے باوجود بھی یہ لوگ اپنے پرانے قصے کہانیوں کی بناء پر گمانوں میں ہیں اور) انتظار کر رہے ہیں کہ اللہ اپنے فرشتوں کے ساتھ بادلوں کے سائبانوں میں آئے گا اور تب آخری فیصلہ ہو گا (حالانکہ انہیں علم ہونا چاہیے کہ اللہ کا یہ طریقہ نہیں) کیونکہ تمام اعمال (اپنے اپنے نتائج کو لئے سزا و جزا کے لئے) اللہ کی طرف واپس چلے جا رہے ہیں۔

سَلْ بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ كَمْ اٰتَيْنٰهُمْ مِّنْ اٰيَةٍ بَيِّنَةٍ ؕ وَمَنْ يُّبَدِّلْ نِعْمَةَ اللّٰهِ مِنْ بَعْدِ مَا جَآءَتْهُ فَاِنَّ اللّٰهَ شَدِيْدُ الْعِقَابِ ﴿۲۱۱﴾

211-(اگر تم اس کی شہادت چاہتے ہو تو) پوچھو یہودیوں سے کہ اللہ نے انہیں کس قدر واضع دلائل پر مبنی اٹل احکام و قوانین کی آگاہی عطا کی۔(مگر انہوں نے بجائے اس آگاہی کی نعمت کو تسلیم کرنے کے نازل کردہ احکام و قوانین میں اپنے ذاتی مفادات کی خاطر تبدیلیاں کر ڈالیں)۔ چنانچہ یہ نعمت مل جانے کے بعد جو کوئی اس نعمت کو بدل ڈالے تو پھر (بلاشبہ اللہ کے احکام و قوانین سے نکل جانے والوں کو) اللہ سخت عذاب دینے والا ہے۔

زُيِّنَ لِلَّذِيْنَ كَفَرُوا الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا وَيَسْخَرُوْنَ مِنَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا ۘ وَالَّذِيْنَ اتَّقَوْا فَوْقَهُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ؕ وَاللّٰهُ يَرْزُقُ مَنْ يَّشَآءُ بِغَيْرِ حِسَابٍ ﴿۲۱۲﴾

212-(نتائج کے لحاظ سے اللہ کی گرفت اس لئے ہوتی ہے کہ) جو لوگ نازل کردہ سچائیوں اور احکام و قوانین سے انکار کر کے سرکشی اختیار کر لیتے ہیں تو پھر ان کے لئے اس مادی دنیا کی عیش سامانیاں ہی حسین و پرکشش بنادی جاتی ہیں اور پھر وہ ان لوگوں کا مذاق اڑاتے ہیں جو نازل کردہ سچائیوں اور احکام و قوانین کو تسلیم کر کے اطمینان و بے خوفی کی راہ اختیار کر لیتے ہیں (حالانکہ انہیں علم ہونا چاہیے کہ) جو خود پر اس قدر اختیار حاصل کر لیتے ہیں کہ تباہ کن نتائج سے بچنے کے لئے اللہ کے احکام و قوانین سے چمٹے رہتے ہیں تو وہ قیامت میں (ان سے علیحدہ) بلند درجات پر فائز ہوں گے۔(لہذا، دنیا میں سامانِ زندگی کی خاطر ایک دوسرے کے لئے ذلت و پریشانی کا سبب مت بنو) کیونکہ اللہ جسے

مناسب سمجھتا ہے بے حساب سامانِ زندگی عطا کر دیتا ہے (تا کہ اس کی آزمائش کی جا سکے 20/131)۔

كَانَ النَّاسُ اُمَّةً وَّاحِدَةً ۟ فَبَعَثَ اللّٰهُ النَّبِيّٖنَ مُبَشِّرِيْنَ وَمُنْذِرِيْنَ ۪ وَاَنْزَلَ مَعَهُمُ الْكِتٰبَ بِالْحَقِّ لِيَحْكُمَ بَيْنَ النَّاسِ فِيْمَا اخْتَلَفُوْا فِيْهِ ۭ وَمَا اخْتَلَفَ فِيْهِ اِلَّا الَّذِيْنَ اُوْتُوْهُ مِنْ بَعْدِ مَا جَاۗءَتْهُمُ الْبَيِّنٰتُ بَغْيًۢا بَيْنَهُمْ ۚ فَهَدَى اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لِمَا اخْتَلَفُوْا فِيْهِ مِنَ الْحَقِّ بِاِذْنِهٖ ۭ وَاللّٰهُ يَهْدِيْ مَنْ يَّشَاۗءُ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ﴿۲۱۳﴾

213- (یہ روئیے صرف یہودیوں کے لئے ہی مخصوص نہیں ہیں بلکہ یوں ہے کہ) تمام انسان ایک ہی امت تھے۔ پھر اللہ نے ان کی آگاہی کے لئے نبیوں کو بھیجا تا کہ وہ انہیں بہترین اعمال کے بہترین نتائج کی خوشخبریاں دیں اور بُرے اعمال کے تباہ کن نتائج کے بارے میں خوف زدہ کریں۔ اور ان میں ہر ایک کے ساتھ ضابطہء حیات نازل کیا جس کی سچائی اپنی گواہی آپ دے رہی تھی۔ یہ اس لئے کیا گیا تا کہ انسان جن باتوں میں اختلافات رکھتے تھے یہ ان کے درمیان فیصلہ کر کے (ان میں یک جہتی پیدا کریں) لیکن اس کے بعد کسی اور نے نہیں بلکہ وہ لوگ کہ جنہیں روشن دلائل پر مبنی آگاہی عطا ہو چکی تھی انہوں نے ہی آپس میں اختلافات شروع کر دیے اور سرکشی و بغاوت پر اتر آئے۔ مگر ان میں وہ لوگ بھی تھے جنہوں نے نازل کردہ سچائیوں کو تسلیم کر کے امن و بے خوفی کی راہ اختیار کر رکھی تھی اور انہوں نے جس چیز کے لئے اختلاف کیا (وہ کسی ضد یا سرکشی کی وجہ سے نہیں) بلکہ وہ صداقت پر مبنی تھا۔ اس لئے اللہ نے انہیں اپنے قانون کے مطابق ایسی درست اور روشن راہ دکھا دی جو اطمینان بھری منزل کو جاتی تھی اور جس کے لئے وہ مناسب سمجھتا ہے اسے صراطِ مستقیم کی طرف چلا دیتا ہے (یعنی ایسے اصول و طریقے اپنانے کی آگاہی دے دیتا ہے جو نازل کردہ احکام کے مطابق ہوتے ہیں)۔

اَمْ حَسِبْتُمْ اَنْ تَدْخُلُوا الْجَنَّةَ وَلَمَّا يَاْتِكُمْ مَّثَلُ الَّذِيْنَ خَلَوْا مِنْ قَبْلِكُمْ ۭ مَسَّتْهُمُ الْبَاْسَاۗءُ وَالضَّرَّاۗءُ وَزُلْزِلُوْا حَتّٰى يَقُوْلَ الرَّسُوْلُ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَعَهٗ مَتٰى نَصْرُ اللّٰهِ ۭ اَلَآ اِنَّ نَصْرَ اللّٰهِ قَرِيْبٌ ﴿۲۱۴﴾

214- کیا تم یہ سمجھ بیٹھے ہو کہ تم یونہی جنت میں داخل ہو جاؤ گے، حالانکہ تم پر تو ابھی ان لوگوں جیسے (جاں گداز مراحل) نہیں گزرے جو تم سے پہلے گزر چکے۔ انہیں تو طرح طرح کی ایسی سختیاں اور تکلیفیں پہنچیں کہ وہ ان کی شدت سے دہل جاتے، یہاں تک کہ رسول اور اہلِ ایمان جو اس کے ساتھی ہوتے تھے، پکار اٹھتے کہ اللہ کی مدد کب آئے گی؟ (اور جواب آتا تھا) کہ آگاہ ہو جاؤ، یقیناً اللہ کی مدد دُور نہیں ہے (اس لئے ثابت قدمی کے ساتھ ڈٹے رہو)۔

يَسْــَٔلُوْنَكَ مَاذَا يُنْفِقُوْنَ ڛ قُلْ مَآ اَنْفَقْتُمْ مِّنْ خَيْرٍ فَلِلْوَالِدَيْنِ وَالْاَقْرَبِيْنَ وَالْيَتٰمٰى وَالْمَسٰكِيْنِ وَابْنِ السَّبِيْلِ ۭ وَمَا تَفْعَلُوْا مِنْ خَيْرٍ فَاِنَّ اللّٰهَ بِهٖ عَلِيْمٌ ﴿۲۱۵﴾

215-(لہٰذا' صراطِ مستقیم کے وہ مرحلے جن سے گزر کر ابدی مسرتوں سے لبریز جنتیں میسر آتی ہیں' ان میں اہم مرحلہ مالی ایثار کا بھی ہے۔ کیونکہ اے رسولؐ! تمہارے ساتھی) تم سے پوچھتے ہیں کہ (اللہ کی راہ میں) کیا خرچ کریں۔ تم بتلا دو کہ جس قدر مال و دولت (تمہارے پاس ہے اسے) کھلا رکھو اس طرح کہ ماں باپ کے لئے، قریبی رشتہ داروں کے لئے اور یتیموں یعنی بے یار و مددگاروں کے لئے اور ان کے لئے جن کے روزی کے ذرائع ساکن ہو گئے ہوں اور مسافروں کے لئے (جو مسافری کی وجہ سے کسی مشکل و مصیبت میں ہوں) اور تم کسی کے لئے جو بھی خوشگواری و آسانی پیدا کرتے ہو تو یقیناً اللہ کو اس کے بارے میں مکمل علم ہوتا ہے۔

كُتِبَ عَلَيْكُمُ الْقِتَالُ وَهُوَ كُرْهٌ لَّكُمْ ۚ وَعَسٰٓى اَنْ تَكْرَهُوْا شَيْـًٔا وَّهُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ ۚ وَعَسٰٓى اَنْ تُحِبُّوْا شَيْـًٔا وَّهُوَ شَرٌّ لَّكُمْ ؕ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ وَاَنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ ﴿۲۱۶﴾

26 ع 6 10

216-(اسی طرح صراطِ مستقیم پر اگلا مرحلہ جانوں کی قربانی کا آئے گا۔ لہٰذا) تم پر جنگ فرض کر دی گئی ہے لیکن یہ تمہیں ناگوار ہے (کیونکہ تم اس کے حقیقی رازوں سے بے خبر ہو) اس لئے کہ کسی چیز کو تم ناپسند کرو مگر ہو سکتا ہے کہ وہ تمہارے لئے آسانی، خوشگواری اور سرفرازی کا باعث بنے (خیر)۔ (اسی طرح تم ان رازوں سے بھی بے خبر ہو کہ) جس چیز سے تم محبت کرو، ہو سکتا ہے کہ وہ تمہارے لئے مشکلوں، بربادیوں اور ذلتوں کا باعث بننے والی ہو (شر) لہٰذا' اللہ ہی ہر شے کا علم رکھنے والا ہے مگر تمہیں اس کے بارے میں آگاہی حاصل نہیں ہے۔

يَسْـَٔلُوْنَكَ عَنِ الشَّهْرِ الْحَرَامِ قِتَالٍ فِيْهِ ؕ قُلْ قِتَالٌ فِيْهِ كَبِيْرٌ ؕ وَصَدٌّ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَكُفْرٌۢ بِهٖ وَالْمَسْجِدِ الْحَرَامِ ۗ وَاِخْرَاجُ اَهْلِهٖ مِنْهُ اَكْبَرُ عِنْدَ اللّٰهِ ۚ وَالْفِتْنَةُ اَكْبَرُ مِنَ الْقَتْلِ ؕ وَلَا يَزَالُوْنَ يُقَاتِلُوْنَكُمْ حَتّٰى يَرُدُّوْكُمْ عَنْ دِيْنِكُمْ اِنِ اسْتَطَاعُوْا ؕ وَمَنْ يَّرْتَدِدْ مِنْكُمْ عَنْ دِيْنِهٖ فَيَمُتْ وَهُوَ كَافِرٌ فَاُولٰٓئِكَ حَبِطَتْ اَعْمَالُهُمْ فِى الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ ۚ وَاُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ النَّارِ ۚ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ﴿۲۱۷﴾

217-(اے رسولؐ) لوگ تم سے حرمت والے مہینے میں جنگ کے حکم کے بارے میں پوچھتے ہیں کہ (اس میں جنگ کرنی چاہیے یا نہیں)۔ تم انہیں بتلا دو کہ اس میں جنگ بڑا گناہ ہے (مگر دوسری طرف اس حقیقت کو بھی پیشِ نظر رکھو کہ) اللہ کی راہ سے روکنا (یعنی نازل کردہ احکام و قوانین کو اپنانے سے روکنا) اور ان سے انکار و سرکشی کرنا اور مسجدِ حرام یعنی خانہ کعبہ سے روکنا اور وہاں کے رہنے والوں کو وہاں سے نکالنا' اللہ کے نزدیک زیادہ بڑا گناہ ہے۔ اور یہ فتنہ انگیزی تو قتل سے بھی بڑھ کر ہے۔ اور (یہ مخالفین) تو تم سے ہمیشہ جنگ جاری رکھیں گے یہاں تک کہ تمہیں تمہارے دین سے پھیر دیں اگر انہیں اتنی طاقت حاصل ہو جائے۔ اور تم میں سے جو شخص اپنے دین سے پھر جائے اور پھر وہ کافر ہی مرے تو

ایسے لوگوں کے دنیا اور آخرت میں اعمال برباد ہو جائیں گے۔ اور یہی لوگ جہنم والے ہیں جس میں وہ ہمیشہ رہیں گے۔

اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَالَّذِيْنَ هَاجَرُوْا وَجٰهَدُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ۙ اُولٰٓئِكَ يَرْجُوْنَ رَحْمَتَ اللّٰهِ ؕ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۲۱۸﴾

218-(ان کے برعکس) یہ بھی حقیقت ہے کہ جو لوگ ایمان لائے اور جنہوں نے اللہ کے لئے وطن چھوڑا اور اللہ کی راہ میں جہاد کیا۔ یہی لوگ اللہ کی رحمت کے امیدوار ہیں اور اللہ تو وہ ہے جو حفاظت میں لے لینے والا ہے اور سنورنے والوں کی قدم بہ قدم مدد و رہنمائی کرتے ہوئے انہیں ان کے کمال تک لے جانے والا ہے۔

يَسْئَلُوْنَكَ عَنِ الْخَمْرِ وَالْمَيْسِرِ ؕ قُلْ فِيْهِمَآ اِثْمٌ كَبِيْرٌ وَّمَنَافِعُ لِلنَّاسِ ۫ وَاِثْمُهُمَآ اَكْبَرُ مِنْ نَّفْعِهِمَا ؕ وَيَسْئَلُوْنَكَ مَاذَا يُنْفِقُوْنَ ۬ ؕ قُلِ الْعَفْوَ ؕ كَذٰلِكَ يُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمُ الْاٰيٰتِ لَعَلَّكُمْ تَتَفَكَّرُوْنَ ۙ ﴿۲۱۹﴾

219-(صراطِ مستقیم کے مراحل میں اگلا مرحلہ ان چیزوں سے بچنے کا ہے جو ان کی جدوجہد کے راستے میں حائل ہو سکتی ہیں، ان میں کچھ ایسی ہیں جن کے بارے میں لوگ آگاہی چاہتے ہیں) اور سوال کرتے ہیں کہ الخمر یعنی وہ اشیاء جن کا مقصد عقل و جذبات و احساسات کو ڈھانپ لینا ہوتا ہے اور المیسر یعنی جُوا کے بارے میں (کیا حکم ہے)۔ آپ ان سے کہہ دیں کہ ان دونوں میں بڑا گناہ ہے مگر انسانوں کے لئے ان دونوں میں فائدے بھی ہیں۔ (لیکن حقیقت یہ ہے کہ) ان کا گناہ ان کے فائدوں سے بڑھ کر ہے اور (یہ لوگ) پوچھتے ہیں! کہ ہم اللہ کے احکام کے مطابق کتنا خرچ کریں؟ آپ ان سے کہہ دیں کہ جتنے سے تم درگذر کر سکو۔ اللہ اسی طرح تمہارے لئے اپنے احکام و قوانین شفاف طور پر بیان کر دیتا ہے تاکہ تم دنیا (کے معاملات) اور آخرت (کی جوابدہی) کے لئے غور و فکر کر سکو۔

فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ ؕ وَيَسْئَلُوْنَكَ عَنِ الْيَتٰمٰى ؕ قُلْ اِصْلَاحٌ لَّهُمْ خَيْرٌ ؕ وَاِنْ تُخَالِطُوْهُمْ فَاِخْوَانُكُمْ ؕ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ الْمُفْسِدَ مِنَ الْمُصْلِحِ ؕ وَلَوْ شَآءَ اللّٰهُ لَاَعْنَتَكُمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ ﴿۲۲۰﴾

220-اور دنیا و آخرت میں (معاملات کے ذریعے سرفرازی حاصل کرنے کے لئے اور تباہ کن نتائج سے بچنے کے لئے اے رسول! اہلِ ایمان) تم سے پوچھتے ہیں! کہ یتیموں (یعنی بے یار و مددگار لوگوں کے ساتھ خاص کر اُن لوگوں کے ساتھ جن کے ماں باپ فوت ہو چکے ہوں یا باپ فوت ہو چکا ہو یا ماں فوت ہو چکی ہو اور اُن پر ایسے حالات طاری ہو جائیں جن کی وجہ سے وہ مجبوریوں اور مشقتوں میں پڑ جائیں کس طرح کا معاملہ کیا جائے)۔ انہیں بتلا دو کہ ان کے (معاملات) کو سنوارنا بہتر ہے۔ اور اگر انہیں (کاروبار میں) اپنے ساتھ ملا لو تو (یاد رکھو کہ) وہ بھی تمہارے بھائی ہیں (اس لئے اگر ایسا ہو تو بہت بہتر ہے)۔ مگر جو زندگی کا حسن و توازن بگاڑ کر امن و اطمینان تباہ کرنے والے ہیں اور وہ

جوسنورنے کی تگ ودو کرنے والے ہیں (ان دونوں کے بارے میں) اللہ کو پورا پورا علم ہے (یعنی جو کسی پر مصیبت و مشقت کے حالات طاری ہوتے ہیں تو وہ اللہ تم پر بھی ڈال سکتا ہے' لہٰذا اس حقیقت کو سامنے رکھ کر یتیموں کے ساتھ سلوک کرو)۔ کیونکہ یہ تو حقیقت ہے کہ اللہ لامحدود غلبے کا مالک ہے اور حقائق کی باریکیوں کے مطابق درست اور نا درست کی اٹل حدیں مقرر کر کے فیصلے کرنے والا ہے۔

وَلَا تَنْكِحُوا الْمُشْرِكٰتِ حَتّٰى يُؤْمِنَّ ؕ وَلَاَمَةٌ مُّؤْمِنَةٌ خَيْرٌ مِّنْ مُّشْرِكَةٍ وَّلَوْ اَعْجَبَتْكُمْ ۚ وَلَا تُنْكِحُوا الْمُشْرِكِيْنَ حَتّٰى يُؤْمِنُوْا ؕ وَلَعَبْدٌ مُّؤْمِنٌ خَيْرٌ مِّنْ مُّشْرِكٍ وَّلَوْ اَعْجَبَكُمْ ؕ اُولٰٓئِكَ يَدْعُوْنَ اِلَى النَّارِ ۖۚ وَاللّٰهُ يَدْعُوْٓا اِلَى الْجَنَّةِ وَالْمَغْفِرَةِ بِاِذْنِهٖ ۚ وَيُبَيِّنُ اٰيٰتِهٖ لِلنَّاسِ لَعَلَّهُمْ يَتَذَكَّرُوْنَ ﴿۲۲۱﴾ ع

27 ع 5 11

221-اور (نازل کردہ نظامِ حیات میں صراطِ مستقیم کی ابتداء گھر سے ہوتی ہے' اس لئے شوہر اور بیوی کے درمیان ہم آہنگی ضروری ہے۔ چنانچہ اسی وجہ سے) ایسی عورتوں سے نکاح نہ کیا جائے جنہوں نے اللہ کے اختیارات میں کسی اور کو بھی شامل کر رکھا ہو (مشرکت) البتہ اگر وہ ایمان لے آئیں یعنی نازل کردہ سچائیوں اور احکام وقوانین کو تسلیم کر کے امن و بے خوفی کی راہ اختیار کر لیتی ہیں (تو ان کے ساتھ نکاح کیا جا سکتا ہے)۔ لیکن اگر وہ ایسا نہیں کرتیں تو (یاد رکھو) کہ ایک ایسی بے اختیار عورت جو کسی کے دائرہ اختیار میں آ چکی ہو مگر وہ نازل کردہ سچائیوں کو تسلیم کر کے اطمینان و بے خوفی کی راہ اختیار کر چکی ہے تو وہ نکاح کے لئے اس مشرک عورت سے کہیں زیادہ بہتر ہے چاہے اس کا (حسن) تمہیں حیرت زدہ ہی کیوں نہ کر دینے والا ہو۔ ایسے ہی ایمان والی عورتیں مشرک مردوں سے یعنی ان مردوں سے نکاح نہ کریں جنہوں نے اللہ کے اختیارات میں کسی اور کو بھی شریک کر رکھا ہو۔ البتہ اگر وہ ایمان لے آئیں یعنی اگر وہ نازل کردہ سچائیوں اور احکام وقوانین کو تسلیم کر کے امن و بے خوفی کی راہ اختیار کر لیتے ہیں (تو ان کے ساتھ نکاح کیا جا سکتا ہے)۔ اگر وہ ایسا نہیں کرتے تو (یاد رکھو) کہ ایک ایسا مرد جو بے اختیار ہو کر کسی کے دائرۂ اختیار میں آ چکا ہو مگر وہ نازل کردہ سچائیوں اور احکام وقوانین کو تسلیم کر کے اطمینان و بے خوفی کی راہ اختیار کر چکا ہے یعنی وہ ایمان لا چکا ہے تو وہ نکاح کے لئے اس مشرک مرد سے کہیں زیادہ بہتر ہے چاہے اس کا (حسن) تمہیں حیرت زدہ ہی کیوں نہ کر دینے والا ہو۔ کیونکہ یہ (شرک کرنے والے اُن طریقوں کو اپنانے کی) دعوت دیتے ہیں جو جہنم میں دھکیل دینے والے ہوتے ہیں اور (ان کے برعکس) اللہ اپنے حکم کے مطابق (چلنے والوں کو) جنت کی طرف اور اپنی حفاظت کی طرف دعوت دیتا ہے۔ اور یوں وہ انسانوں کے لئے اپنے احکام وقوانین کو کھول کر بیان کر دیتا ہے تا کہ وہ سبق آموز آگاہی حاصل کر سکیں۔

وَيَسْـَٔلُوْنَكَ عَنِ الْمَحِيْضِ ؕ قُلْ هُوَ اَذًى ۙ فَاعْتَزِلُوا النِّسَآءَ فِي الْمَحِيْضِ ۙ وَلَا تَقْرَبُوْهُنَّ حَتّٰى يَطْهُرْنَ ۚ فَاِذَا

تَطَهَّرۡنَ فَاۡتُوۡهُنَّ مِنۡ حَيۡثُ اَمَرَكُمُ اللّٰهُ‌ؕ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ التَّوَّابِيۡنَ وَيُحِبُّ الۡمُتَطَهِّرِيۡنَ ﴿۲۲۲﴾

222-اور (نکاح کے بعد میاں بیوی کی قربت کا سوال آتا ہے اسی لئے یہ لوگ اے رسولؐ!) آپ سے پوچھتے ہیں! کہ حیض کے بارے میں کیا حکم ہے تو انہیں آگاہی دو کہ یہ عورتوں کے لئے اذیت ناک ناپاکی ہے۔ لہٰذا حیض کے دوران بیویوں کے ساتھ قربت اختیار نہ کرو، یہ اس وقت اختیار کرو جب وہ مکمل طور پر پاک ہو جائیں۔ پھر جب وہ پاک ہو جائیں تو ان کے پاس آؤ جس راستے سے اللہ نے تمہیں اجازت دے رکھی ہے۔ اور یہ حقیقت ہے کہ اللہ ان لوگوں سے محبت کرتا ہے جو توبہ کرنے والے ہیں یعنی جو درست راہ کی طرف پلٹ آتے ہیں اور اللہ ان سے محبت کرتا ہے جو پاک و صاف رہنے والے ہیں۔

نِسَآؤُكُمۡ حَرۡثٌ لَّـكُمۡ فَاۡتُوۡا حَرۡثَكُمۡ اَنّٰى شِئۡتُمۡ‌ وَقَدِّمُوۡا لِاَنۡفُسِكُمۡ‌ؕ وَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاعۡلَمُوۡٓا اَنَّكُمۡ مُّلٰقُوۡهُ‌ؕ وَبَشِّرِ الۡمُؤۡمِنِيۡنَ ﴿۲۲۳﴾

223- تمہاری بیویاں تمہاری کھیتیاں ہیں لہٰذا تم اپنے کھیت میں آؤ جس طرح چاہو (مگر اس طرح نہیں کہ بربادی کی صورت پیدا ہو بلکہ ان معاملات میں بھی ایسے درست طریقے و سلیقے اختیار کرو جن کے نتائج) آئندہ تمہارے لئے خوشگوار ثابت ہوں اور خود پر اس قدر اختیار حاصل کر لو کہ تباہ کن نتائج سے بچنے کے لئے اللہ کے احکام و قوانین سے چمٹے رہو اور جان لو کہ یقیناً تمہاری اللہ سے ملاقات ہو کر رہے گی۔ اس لئے درست اعمال کے بہترین نتائج کی ان لوگوں کو خبر دے دو جنہوں نے نازل کردہ سچائیوں اور احکام و قوانین کو تسلیم کر کے اطمینان و بے خوفی کی راہ اختیار کر رکھی ہے۔

وَلَا تَجۡعَلُوا اللّٰهَ عُرۡضَةً لِّاَيۡمَانِکُمۡ اَنۡ تَبَرُّوۡا وَتَتَّقُوۡا وَتُصۡلِحُوۡا بَيۡنَ النَّاسِ‌ؕ وَاللّٰهُ سَمِيۡعٌ عَلِيۡمٌ ﴿۲۲۴﴾

224-اور (گھر اور باہر سے منسلک زندگی کے سلسلے میں یاد رکھو کہ بے مقصد اور بے معنی قسموں کی آڑ میں زندگی نہ گذارو۔ اس لئے) اللہ کے نام کو ایسی قسمیں کھانے کے لئے استعمال نہ کرو (کہ میں فلاں کام نہیں کروں گا، ایسا انہیں ہرگز نہیں کرنا چاہیے کیونکہ جب ان سے کہا جاتا ہے کہ) چلو انسانوں کے لئے آسانیاں اور خوشگواریاں پیدا کرنے کے لئے آگے بڑھیں اور چلو یہ تقاضا کریں کہ تباہ کن نتائج سے بچنے کے لئے اللہ کے احکام سے چمٹے رہیں اور چلو حالات کو سنوارنے کی تگ و دو شروع کریں (تو وہ یہ کہتے ہیں کہ ہم نے اللہ کی قسم کھا رکھی ہے اس لئے ہم ان کاموں میں حصہ نہیں لے سکتے) حالانکہ اللہ سب کچھ سننے والا اور ہر شے کا علم رکھنے والا ہے (اس لئے اسے دھوکہ نہیں دیا جا سکتا)۔

لَا يُؤَاخِذُكُمُ اللّٰهُ بِاللَّغۡوِ فِىۡٓ اَيۡمَانِكُمۡ وَلٰكِنۡ يُّؤَاخِذُكُمۡ بِمَا كَسَبَتۡ قُلُوۡبُكُمۡ‌ؕ وَاللّٰهُ غَفُوۡرٌ حَلِيۡمٌ ﴿۲۲۵﴾

225-(آگاہ رہو) کہ اللہ اس قسم کی لغو قسموں پر گرفت نہیں کرتا۔ البتہ وہ ان پر گرفت کرتا ہے جو تم سوچ سمجھ کر کسی ارادے کے تحت کھاؤ۔ (یاد رکھو کہ) اللہ حفاظت میں لے لینے والا ہے اور وہ ذرا ذرا سی باتوں پر گرفت نہ کرتے ہوئے سنور نے والوں کو مہلت عطا کرنے والا ہے (حلیم)۔

لِلَّذِيْنَ يُؤْلُوْنَ مِنْ نِّسَآئِهِمْ تَرَبُّصُ اَرْبَعَةِ اَشْهُرٍ ۚ فَاِنْ فَآءُوْ فَاِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۲۲۶﴾

226-(عائلی زندگی میں نکاح کے بعد اگر کبھی علیحدگی کی نوبت آجائے تو آگاہی یوں ہے کہ) جو لوگ اپنی بیویوں کے پاس نہ جانے کی قسم کھا لیں (تو عورت کو اس معلق حالت میں غیر متعین عرصہ کے لئے نہیں چھوڑا جا سکتا)۔ انہیں زیادہ سے زیادہ چار ماہ تک انتظار کرنا چاہیے۔ اگر وہ اس عرصہ میں باہمی تعلقات کی طرف رجوع کر لیں تو انہیں اس کی اجازت ہے۔ کیونکہ اللہ حفاظت میں لینے والا ہے اور سنور نے والوں کی قدم بہ قدم مدد و رہنمائی کرتے ہوئے انہیں ان کے کمال تک لے جانے والا ہے۔

وَاِنْ عَزَمُوا الطَّلَاقَ فَاِنَّ اللّٰهَ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ﴿۲۲۷﴾

227-اور اگر وہ معاہدۂ نکاح سے آزاد ہو جانے کا فیصلہ کر لیں یعنی طلاق کا فیصلہ کر لیں، تو یقیناً اللہ سب کچھ سننے والا اور ہر شے کا علم رکھنے والا ہے (یعنی معاملات کے بگاڑنے یا سنوارنے میں انسان کو دھوکہ دیا جا سکتا ہے لیکن اللہ سب کچھ سنتا اور سب کچھ جانتا ہے اسے دھوکہ نہیں دیا جا سکتا)۔

وَالْمُطَلَّقٰتُ يَتَرَبَّصْنَ بِاَنْفُسِهِنَّ ثَلٰثَةَ قُرُوْٓءٍ ؕ وَلَا يَحِلُّ لَهُنَّ اَنْ يَّكْتُمْنَ مَا خَلَقَ اللّٰهُ فِيْٓ اَرْحَامِهِنَّ اِنْ كُنَّ يُؤْمِنَّ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ ؕ وَبُعُوْلَتُهُنَّ اَحَقُّ بِرَدِّهِنَّ فِيْ ذٰلِكَ اِنْ اَرَادُوْٓا اِصْلَاحًا ؕ وَلَهُنَّ مِثْلُ الَّذِيْ عَلَيْهِنَّ بِالْمَعْرُوْفِ ۪ وَلِلرِّجَالِ عَلَيْهِنَّ دَرَجَةٌ ؕ وَاللّٰهُ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ ﴿۲۲۸﴾ ع

28 ع 7 12

228-اور طلاق یافتہ عورتیں اپنے آپ کو تین حیض تک روکے رکھیں۔ اور ان کے لئے جائز نہیں کہ وہ اسے چھپائیں جو اللہ نے ان کے رحموں میں تخلیق کر رکھا ہے اگر وہ اللہ پر اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتی ہیں۔ اور اس مدت کے اندر ان کے شوہروں کو انہیں (پھر) اپنی زوجیت میں لوٹا لینے کا حق زیادہ ہے اگر وہ سنور نے کا ارادہ کر لیں۔ اور قاعدے قانون کے مطابق عورتوں کے بھی مردوں پر اسی طرح حقوق ہیں جیسے مردوں کے عورتوں پر۔ البتہ مردوں کو ان پر درجہ ہے (یعنی عورت کے لئے عدت ہے اور مرد کے لئے عدت نہیں اس لئے مرد اور عورت میں اس درجہ کا فرق ہے)۔ اور اللہ تو وہ ہے جو لا محدود غلبے کا مالک ہے اور حقائق کی باریکیوں کے مطابق درست اور نا درست کی اٹل حدیں مقرر کر کے فیصلے کرنے والا ہے (اور اسی نے یہ احکام دے رکھے ہیں)۔

اَلطَّلَاقُ مَرَّتٰنِ ۪ فَاِمْسَاكٌۢ بِمَعْرُوْفٍ اَوْ تَسْرِيْحٌۢ بِاِحْسَانٍ ؕ وَلَا يَحِلُّ لَكُمْ اَنْ تَاْخُذُوْا مِمَّاۤ اٰتَيْتُمُوْهُنَّ شَيْـًٔا اِلَّاۤ اَنْ يَّخَافَاۤ اَلَّا يُقِيْمَا حُدُوْدَ اللّٰهِ ؕ فَاِنْ خِفْتُمْ اَلَّا يُقِيْمَا حُدُوْدَ اللّٰهِ ۙ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِمَا فِيْمَا افْتَدَتْ بِهٖ ؕ تِلْكَ حُدُوْدُ اللّٰهِ فَلَا تَعْتَدُوْهَا ۚ وَمَنْ يَّتَعَدَّ حُدُوْدَ اللّٰهِ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ ﴿۲۲۹﴾

229-(یاد رکھو! کہ مرد اور عورت کی ازدواجی زندگی میں) طلاق دو بار ہے (یعنی دو مرتبہ تو ایسا ہو سکتا ہے کہ 2/228 کے مطابق، وہ طلاق کے بعد، عدت کے دوران میں) پھر سے قانون کے مطابق روک لیں (یعنی آپس میں نکاح کرلیں) یا حسین انداز سے الگ ہو جائیں۔ (لیکن اگر تیسری بار طلاق کی نوبت آ جائے، تو اس کے بعد وہ ایسا نہیں کر سکیں گے کہ عدت کے دوران پھر سے آپس میں نکاح کرلیں 2/230)۔اور (طلاق کی صورت میں) تمہارے لئے جائز نہیں کہ جو چیزیں تم انہیں دے چکے ہو اس میں سے کچھ واپس لو، سوائے اس کے کہ دونوں کو اندیشہ ہو کہ دونوں اللہ کی حدود کو قائم نہ رکھ سکیں گے (یعنی اندیشہ ہو کہ لین دین کی بناء پر دونوں کی کشیدگی میں اضافہ ہوتا جائے گا اور دونوں ایک دوسرے کے حقوق و واجبات ادا نہ کر سکیں گے)۔اور پھر تمہیں بھی اندیشہ ہو کہ دونوں اللہ کی حدود کو قائم نہ رکھ سکیں گے تو (اس صورت) میں ان پر کوئی گناہ نہیں کہ بیوی (خود) کچھ بدلہ دے کر آزادی لے لے۔یہ اللہ کی (مقرر کی ہوئی) حدیں ہیں۔لہٰذا تم ان سے آگے مت بڑھو اور جو لوگ اللہ کی حدوں سے تجاوز کرتے ہیں تو وہی ظالم ہیں۔

فَاِنْ طَلَّقَهَا فَلَا تَحِلُّ لَهٗ مِنْۢ بَعْدُ حَتّٰى تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَهٗ ؕ فَاِنْ طَلَّقَهَا فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِمَاۤ اَنْ يَّتَرَاجَعَاۤ اِنْ ظَنَّاۤ اَنْ يُّقِيْمَا حُدُوْدَ اللّٰهِ ؕ وَتِلْكَ حُدُوْدُ اللّٰهِ يُبَيِّنُهَا لِقَوْمٍ يَّعْلَمُوْنَ ﴿۲۳۰﴾

230-پھر اگر (کسی میاں بیوی کی ازدواجی زندگی میں دو مرتبہ کی طلاق اور تین مرتبہ کے نکاح کے بعد تیسری مرتبہ) اس نے طلاق دے دی تو اس کے بعد وہ اس کے لئے حلال نہ ہوگی یہاں تک کہ وہ کسی اور شوہر کے ساتھ نکاح کرلے۔ پھر اگر وہ بھی طلاق دے دے تو اب ان دونوں (یعنی پہلے شوہر اور اس عورت) پر کوئی گناہ نہیں ہوگا اگر وہ (دوبارہ رشتۂ زوجیت میں) پلٹ جائیں۔ بشرطیکہ دونوں یہ خیال کریں کہ (اب) وہ اللہ کی حدود قائم رکھ سکیں گے۔ یہ اللہ کی حدود ہیں جنہیں وہ ان لوگوں کے لئے بیان کرتا ہے جو علم والے ہیں۔

وَاِذَا طَلَّقْتُمُ النِّسَآءَ فَبَلَغْنَ اَجَلَهُنَّ فَاَمْسِكُوْهُنَّ بِمَعْرُوْفٍ اَوْ سَرِّحُوْهُنَّ بِمَعْرُوْفٍ ۪ وَّلَا تُمْسِكُوْهُنَّ ضِرَارًا لِّتَعْتَدُوْا ۚ وَمَنْ يَّفْعَلْ ذٰلِكَ فَقَدْ ظَلَمَ نَفْسَهٗ ؕ وَلَا تَتَّخِذُوْۤا اٰيٰتِ اللّٰهِ هُزُوًا ۙ وَّاذْكُرُوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ وَمَاۤ اَنْزَلَ عَلَيْكُمْ مِّنَ الْكِتٰبِ وَالْحِكْمَةِ يَعِظُكُمْ بِهٖ ؕ وَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاعْلَمُوْۤا اَنَّ اللّٰهَ بِكُلِّ شَىْءٍ عَلِيْمٌ ﴿۲۳۱﴾

ع 29 3 13 الثلثة

231-اور جب تم عورتوں کو طلاق دے دو اور مطلقہ عورت کی عدت کا زمانہ ختم ہونے کو آئے (تو جیسا کہ 2/228 میں کہا گیا ہے) تو اب اسے عزت کے ساتھ روکے رکھو (یعنی اسے نکاح میں لے آؤ) یا قاعدے کے مطابق رخصت کر دو۔ (اور یاد رکھو!) انہیں محض تکلیف دینے کے لئے نہ روکے رکھو (یعنی ان عورتوں سے دوبارہ نکاح اس نیت سے نہ کرو کہ) ان پر زیادتی کرتے رہو۔ اور جو کوئی ایسا کرے گا (تو یقین کر لو کہ) پھر اس نے اپنے ہی نفس پر ظلم کیا۔ اور اللہ کے احکام کو مذاق نہ بنا لو۔ اور اللہ کی نعمت جو تم پر کی گئی ہے (یعنی ازدواجی زندگی کے جو احکام نعمت کے طور پر دیے گئے ہیں تو) ان کی آگاہی حاصل کرو اور جو ضابطۂ حیات تم پر نازل کیا گیا ہے اس کی (آگاہی حاصل کرو) اور حقائق کی باریکیوں کے مطابق درست اور نادرست کی اٹل حدیں مقرر کر کے فیصلے اختیار کرنے کی (آگاہی حاصل کرو)۔ یہ ہے وہ نصیحت جو وہ تمھیں کر رہا ہے۔ اور اپنے اوپر اس قدر اختیار حاصل کر لو کہ تباہ کن نتائج کے ڈر سے اللہ کے احکام و قوانین کی خلاف ورزی سے بچتے رہو۔ اور یہ جان لو کہ اس میں کوئی شک و شبہ ہی نہیں کہ اللہ ہر شے کا جاننے والا ہے۔

وَاِذَا طَلَّقْتُمُ النِّسَآءَ فَبَلَغْنَ اَجَلَهُنَّ فَلَا تَعْضُلُوْهُنَّ اَنْ يَّنْكِحْنَ اَزْوَاجَهُنَّ اِذَا تَرَاضَوْا بَيْنَهُمْ بِالْمَعْرُوْفِ ؕ ذٰلِكَ يُوْعَظُ بِهٖ مَنْ كَانَ مِنْكُمْ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ ؕ ذٰلِكُمْ اَزْكٰى لَكُمْ وَاَطْهَرُ ؕ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ وَاَنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ ﴿۲۳۲﴾

232-جب تم عورتوں کو طلاق دو اور وہ اپنی عدت کے قریب پہنچ جائیں (اور یہ سابقہ میاں بیوی) اچھے انداز سے پھر ازدواجی زندگی بسر کرنے پر رضامند ہوں تو انہیں آپس میں قاعدے کے مطابق نکاح کرنے سے مت روکو۔ یہ تلقین تم میں سے ہر اس شخص کو کی جاتی ہے جو اللہ اور آخرت پر ایمان رکھتا ہے۔ (ان قوانین کی اطاعت) میں ہی تمہاری نشوونما کا اور خوشگوار (زندگی کا راز پوشیدہ ہے۔ لہٰذا، ان کے نتائج خود بخود بتا دیں گے کہ واقعی) اللہ وہ کچھ جانتا ہے جو تم نہیں جانتے۔

وَالْوَالِدٰتُ يُرْضِعْنَ اَوْلَادَهُنَّ حَوْلَيْنِ كَامِلَيْنِ لِمَنْ اَرَادَ اَنْ يُّتِمَّ الرَّضَاعَةَ ؕ وَعَلَى الْمَوْلُوْدِ لَهٗ رِزْقُهُنَّ وَكِسْوَتُهُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ ؕ لَا تُكَلَّفُ نَفْسٌ اِلَّا وُسْعَهَا ۚ لَا تُضَآرَّ وَالِدَةٌ ۢ بِوَلَدِهَا وَلَا مَوْلُوْدٌ لَّهٗ بِوَلَدِهٖ ۗ وَعَلَى الْوَارِثِ مِثْلُ ذٰلِكَ ۚ فَاِنْ اَرَادَا فِصَالًا عَنْ تَرَاضٍ مِّنْهُمَا وَتَشَاوُرٍ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِمَا ؕ وَاِنْ اَرَدْتُّمْ اَنْ تَسْتَرْضِعُوْٓا اَوْلَادَكُمْ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ اِذَا سَلَّمْتُمْ مَّآ اٰتَيْتُمْ بِالْمَعْرُوْفِ ؕ وَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ ﴿۲۳۳﴾

233-اور (اگر طلاق کی صورت میں ماں کی آغوش میں دودھ پیتا بچہ ہو تو اس کے لئے آگاہی یہ ہے کہ) مائیں اپنے

بچوں کو پورے دو سال تک دودھ پلائیں (31/14) یہ (حکم) اس کے لئے ہے جو دودھ پلانے کی مدت پوری کرنا چاہے۔ اور دودھ پلانے والی ماؤں کا کھانا پینا اور پہننا قاعدے کے مطابق بچے کے باپ پر لازم ہے۔ کسی جان کو اس کی طاقت سے بڑھ کر تکلیف نہ دی جائے۔ اور نہ ماں کو اس کے بچے کے باعث نقصان پہنچایا جائے۔ اور نہ باپ کو اس کی اولاد کے سبب سے۔ اور وارثوں پر بھی یہ حکم عائد ہوتا ہے۔ پھر اگر ماں باپ دونوں باہمی رضامندی اور مشورے سے (دو برس سے پہلے ہی) دودھ چھڑانا چاہیں تو ان پر کوئی گناہ نہیں۔ اور پھر اگر تم اپنی اولاد کو (دایہ سے) دودھ پلانے کا ارادہ رکھتے ہو تب بھی تم پر کوئی گناہ نہیں جب کہ جو تم قاعدے قانون کے مطابق دیتے ہو انہیں ادا کر دو۔ (مگر یاد رکھو کہ) خود پر اس قدر اختیار حاصل کرلو کہ تباہ کن نتائج سے بچنے کے لئے اللہ کے احکام وقوانین کی خلاف ورزی سے بچتے رہو۔ اور یہ جان لو کہ یقیناً جو کچھ تم کرتے ہو وہ سب اللہ دیکھ رہا ہے۔

وَالَّذِيْنَ يُتَوَفَّوْنَ مِنْكُمْ وَيَذَرُوْنَ اَزْوَاجًا يَّتَرَبَّصْنَ بِاَنْفُسِهِنَّ اَرْبَعَةَ اَشْهُرٍ وَّعَشْرًا ۚ فَاِذَا بَلَغْنَ اَجَلَهُنَّ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ فِيْمَا فَعَلْنَ فِيْٓ اَنْفُسِهِنَّ بِالْمَعْرُوْفِ ۭ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرٌ ﴿۲۳۴﴾

234-(یہ تو تھی طلاق کی وجہ سے جدائی کی صورت۔ دوسری شکل یہ ہے کہ) تم میں سے جو لوگ مر جائیں اور پیچھے اپنی بیویاں چھوڑ جائیں، تو انہیں چار ماہ اور دس دن تک (اگلے نکاح کے لئے) انتظار کرنا چاہیے۔ جب ان کی عدت ختم ہونے کو آئے تو وہ اپنے لئے قاعدے قانون کے مطابق جو فیصلہ بھی کرنا چاہیں تو انہیں اس کا اختیار ہے۔ تم پر اس بارے میں کوئی گناہ نہیں ہوگا (کہ انہوں نے یوں کیوں کیا اور یوں کیوں نہ کیا)۔ (مگر یاد رکھو) جو کچھ تم کرتے ہو اللہ اس سے خبردار ہے۔

(**نوٹ:** نکاح۔طلاق۔حلالہ: نکاح کا مادہ (ن ک ح) ہے۔ اس کا بنیادی مطلب ہے ملانا اور جمع کرنا مگر اس طرح ملانا جیسے نیند آنکھوں میں گھل مل جاتی ہے یا جس طرح بارش کے قطرے زمین کے اندر جذب ہو جاتے ہیں۔ آیت 4/19 کے مطابق نکاح زبردستی نہیں کیا جا سکتا کیونکہ یہ حلال نہیں اس لئے یہ جرم بھی ہے اور گناہ بھی اور ایسا نکاح نکاح نہیں کہلائے گا۔ آیت 4/6 کے مطابق نکاح صرف بالغ ہونے پر ہی ہوسکتا ہے۔ اگر نکاح بالغ ہونے سے پہلے کر دیا جائے تو یہ بھی جرم اور گناہ شمار ہوگا اور نکاح شمار نہیں ہوگا۔ آیت 2/235 میں نکاح کو عقدۃ النکاح کہا گیا ہے۔ عقد کے مطالب ہیں: مضبوطی سے گرہ باندھنا۔ عہدو پیمان وغیرہ۔ اس لحاظ سے نکاح کے لئے باقاعدہ نظم وضبط، دستور اور گواہیوں کا ہونا ضروری ہے تا کہ مستقبل کی الجھنوں سے محفوظ رہا جا سکے۔ چنانچہ آیات 4/6 اور 4/19 کے مطابق نکاح صرف بالغ لڑکا اور بالغ لڑکی کے درمیان ان کی کامل اور آزاد رضامندی سے ہی ہوسکتا ہے۔ اگر ان شرائط کے خلاف نکاح کیا جائے گا تو وہ نکاح شمار نہیں ہوگا۔ اور اس کی کوئی حیثیت نہیں ہوگی۔ بہر حال، قرآن نے مرد اور عورت کی ازدواجی زندگی کا جو نقشہ پیش کیا ہے اس میں نکاح سے مراد ہے میاں بیوی کا

ایسا تعلق جیسا آنکھ اور نیند کا ہوتا ہے یعنی ایک دوسرے میں اس طرح جذب ہو جانا جس طرح نیند آنکھوں میں گھل جاتی ہے یا جس طرح بارش زمین میں جذب ہو جاتی ہے۔

طلاق کا مادہ (ط ل ق) ہے۔اس کا بنیادی مطلب ہے کسی بندھن سے آزاد ہو جانا۔قرآن کی آیات کے مطابق طلاق کا لفظ کہہ دینے سے نکاح ختم نہیں ہو جاتا چاہے اسے تین سو مرتبہ بھی کیوں نہ دہرایا جائے۔آیت 4/35 کے مطابق طلاق میاں بیوی کا ذاتی معاملہ نہیں ہے۔اس کے لئے پہلے مرحلے میں میاں بیوی کی ناچاقی یا اختلافات پیش کیے جائیں گے۔ثالثی بورڈ بنایا جائے گا جن کے سامنے ان کے اختلافات پیش کیے جائیں گے۔ثالثی بورڈ میں ایک ثالث خاوند کے خاندان کا ہوگا اور ایک ثالث بیوی کے خاندان سے ہوگا جن کی کوشش ان کے درمیان صلح کی ہوگی۔اور 4/128 کے مطابق صلح بہر حال اچھی چیز ہے۔یعنی طلاق کا عمل شروع ہونے سے پہلے میاں بیوی کو لازماً اپنے اپنے خاندان کو اپنے اختلافات کے بارے میں آگاہ کرنا ہوگا تاکہ ثالثی کا عمل مکمل ہو جائے۔اگر ایسا نہ کیا جائے تو یہ اللہ کے حکم کی خلاف ورزی قرار پائے گی جس سے اصولی طور پر طلاق کا فیصلہ قابلِ قبول یا قابلِ عمل نہیں ہونا چاہیے۔اس لحاظ سے طلاق کا معاملہ باقاعدہ ایک مقدمہ ہے جسے مجاز عدالت میں ہی طے ہونا ہوتا ہے۔اور یہ شوہر کا یا بیوی کا ذاتی معاملہ نہیں ہے کہ وہ گھر میں ہی بیٹھے بٹھائے اپنے اپنے طور پر طلاق کا عمل مکمل کر لیں۔ایسی طلاق ناقابلِ عمل اور غیر موثر ہے۔ 65/1 میں ہے کہ: اے نبیؐ! جب تم عورتوں کو طلاق دو۔'' اس آیت میں طلقتم النساء کے الفاظ ہیں۔اس میں طلقتم جمع کا صیغہ ہے جس سے ظاہر ہے کہ یہاں معاملہ رسولؐ کا اپنی کسی بیوی کو طلاق دینے کا نہیں بلکہ رسولؐ کو بحیثیت عدالت مخاطب کیا گیا ہے جس کے مطابق وہؐ طلاق کے مقدمات کا فیصلہ سناتے ہیں جیسا کہ 58/1 سے ثابت ہوتا ہے جس میں ہے کہ ''بیشک اللہ نے اس عورت کی بات سن لی ہے جو آپ سے اپنے شوہر کے بارے میں تکرار کر رہی تھی اور اللہ سے فریاد کر رہی تھی اور اللہ آپ دونوں کے باہمی سوال و جواب سن رہا تھا بیشک اللہ سب کچھ سننے والا اور سب کچھ جاننے والا ہے''۔اس سے بھی ثابت ہوتا ہے کہ طلاق ایک مقدمہ ہے اور یہ میاں بیوی کا ذاتی معاملہ نہیں ہے کیونکہ 65/2 کے مطابق ہے کہ اگر میاں بیوی میں نباہ کی کوئی صورت ممکن دکھائی نہ دے تو علیحدگی کے لئے اپنے میں سے دو گواہ مقرر کر لیے جائیں۔

طلاق کا طریقہ کار: طلاق کے لئے میاں بیوی کو اپنا معاملہ ثالثی بورڈ کے سامنے پیش کرنا ہوگا جو یا تو خود فیصلہ سنائے گا یا یہ معاملہ فیصلے کے لئے مجاز عدالت میں پیش کر دیا جائے گا۔آیت 2/229 کے مطابق طلاق دوبار ہے۔اس آیت میں یہ نہیں کہا گیا کہ مرد طلاق دوبار دے یا بیوی طلاق دوبار دے۔یعنی طلاق دینے کا حق نہ شوہر کے پاس ہے نہ بیوی کے پاس ہے۔بلکہ یہ حق صرف مجاز عدالت کے پاس ہے۔آیت 2/232 میں ہے کہ ''اور جب تم عورتوں کو طلاق دو'' یعنی جب طلاق کا مقدمہ مرد کی طرف سے ہو کیونکہ آیت 2/229 میں ہے کہ ''ان پر کوئی گناہ نہیں کہ بیوی کچھ بدلہ دے کر (نکاح کے بندھن) سے آزادی لے لے'' یعنی طلاق کے لئے مقدمہ اگر بیوی کی طرف سے ہوتا ہے تو بھی کوئی گناہ نہیں۔یعنی قرآن کی رو سے میاں بیوی دونوں کو برابر کا حق حاصل ہے کہ وہ طلاق کے لئے ثالثی بورڈ اور پھر مجاز عدالت میں جا سکیں مگر اپنے اپنے طور پر ایک دوسرے کو طلاق نہیں دے سکتے کیونکہ یہ ان کا ذاتی معاملہ نہیں ہے۔لہٰذا، خلع کی اصطلاح قرآن میں نہیں ہے۔اور یہ جو کہا جاتا ہے کہ

خاوند نے بیوی کوحقِ طلاق دے دیا ہے تو یہ قرآن کی رُو سے بالکل ہی غلط ہے کیونکہ 2/229 کے مطابق بیوی کو بھی فسخِ نکاح یعنی نکاح ختم کرنے کا ویسا ہی حق ہے جیسا 2/232 کے مطابق مرد کو حاصل ہے۔ اس لئے خاوند کی طرف سے بیوی کو طلاق دینے کا حق عطا کرنا بے معنی اور بے حیثیت ہے۔ لہٰذا، طلاق کے مراحل یوں ہیں: پہلے باہمی افہام وتفہیم۔ پھر ثالثوں کے ذریعے مصالحت کی کوشش۔ پھر عدالت کے ذریعہ فیصلہ۔ چنانچہ جب معاملہ اس حد تک پہنچ جائے کہ باہمی نباہ کی کوئی صورت نہ ہو تو میاں بیوی میں علیحدگی ہو جاتی ہے۔ اسے طلاق کہتے ہیں۔ لہٰذا، خالی طلاق کے الفاظ کہہ دینے سے یا لکھ دینے سے طلاق نہیں ہوتی چاہے اِسے تین بار یا تین ہزار بار کیوں نہ لکھا جائے یا کہا جائے۔

دو بار طلاق سے کیا مراد ہے: دو بار طلاق کے حکم کو سمجھنے کے لئے آیات 232-231-230-229-2/228 کا بغور اور بار بار مطالعہ فرمائیں۔ ان آیات کی آگاہی کے مطابق یوں ہے کہ ''ایک مرد اور عورت کی ازدواجی زندگی میں دو مرتبہ تو ایسا ہو سکتا ہے کہ وہ طلاق کے بعد بیوی کے تین حیض کی مدت مکمل ہونے تک پھر سے قانون کے مطابق آپس میں نکاح کر لیں اور اگر نہیں کرنا چاہتے تو حسین انداز سے الگ ہو جائیں لیکن اگر تیسری مرتبہ طلاق کی نوبت آ جائے تو اس کے بعد وہ اوپر بتلائی گئی مدت میں آپس میں نکاح نہیں کر سکتے۔ طلاق کا تعلق براہِ راست نکاح سے ہے یعنی ایک طلاق کا مطلب ہے ایک نکاح کا فسخ ہو جانا یعنی ختم ہو جانا۔ دوسری طلاق کا مطلب ہے پہلی طلاق کے بعد اگر میاں بیوی نے تین حیض کی مدت مکمل ہونے تک پھر سے نکاح کر لیا ہوا ہے تو اس کے بعد اس نکاح کا ختم کرنا۔ یعنی تین طلاق کا مطلب ہے ایک میاں بیوی کی ازدواجی زندگی میں تین مرتبہ نکاح کا فسخ ہو جانا۔ دو بار طلاق کا مطلب ہے کہ دو مرتبہ فسخِ نکاح کے بعد یعنی نکاح کے منسوخ یا ختم ہونے کے بعد اس کی گنجائش رہتی ہے کہ وہ میاں بیوی بن سکیں لیکن تیسری مرتبہ نکاح کے ختم ہونے کے بعد اس کی گنجائش نہیں رہتی۔ اس سلسلے میں طلاق چاہے بیوی نے حاصل کی ہو چاہے خاوند نے حاصل کی ہو آیت 65/1 کے مطابق بیوی کی عدت یعنی تین حیض والے عرصے کی مدت اس وقت شروع ہو گی جب ثالثی بورڈ کے بعد مقدمہ مجاز عدالت میں پیش ہو اور پھر مجاز عدالت فیصلہ کرے گی۔ 65/1 کے مطابق طلاق کا فیصلہ عورت کی عدت کے وقت یعنی حیض کے وقت نہ سنایا جائے بلکہ اس کی صفائی و پاکیزگی کے عرصہ میں سنایا جائے اور پھر طلاق کے فیصلے کے بعد عورت کی عدت کا شمار شروع کیا جائے گا۔ یہ میاں بیوی خواہ عدت کے دوران پھر سے آپس میں نکاح کر لیں یہ بہرحال ایک طلاق شمار ہو گی۔ اگر اس جوڑے نے عدت کے دوران میاں بیوی کی حیثیت اختیار کر لی لیکن اس کے بعد پھر کبھی زندگی میں طلاق کی نوبت آ گئی تو اس کے لئے وہی کچھ کرنا ہو گا جس کا ذکر اوپر کیا گیا ہے۔ یہ دوسری طلاق شمار ہو گی چاہے میاں بیوی عدت کے دوران پھر سے نکاح کر لیں۔ اگر انہوں نے اس دوسری طلاق کے بعد عدت کے دوران پھر سے میاں بیوی کا رشتہ استوار کر لیا یعنی نکاح کر لیا لیکن اس کے بعد کبھی زندگی میں پھر طلاق کی نوبت آ گئی تو یہ بھی اوپر بتلائے گئے طریقے کے مطابق ہو گی مگر اس میں طلاق کے بعد عدت کے دوران نکاح کی اجازت نہیں ہو گی۔ آیات 232-2/231 کے مطابق کسی فرد کو، ثالثی بورڈ کو یا مجاز عدالت کو یعنی کسی کو بھی ایسی اجازت نہیں کہ وہ طلاق کے عمل کو یا میاں بیوی کے آیات کے مطابق عدت کے دوران آپس میں پھر سے نکاح کرنے پر ایسا رویہ یا طریقہ اختیار کرے جو بیوی یا میاں کے

لئے اذیت کا باعث بنے۔ اگر کوئی ایسا کرے گا تو وہ آیت 2/231 کے مطابق ایسا مجرم بن رہا ہو گا جن کے بارے میں کہا گیا ہے کہ ''اللہ کے احکام کو مذاق مت بنالو'' نکاح اور طلاق کے سلسلے میں مہر کی حیثیت انتہائی اہم ہے۔ لہٰذا، ان معاملات کا فیصلہ کرتے وقت قرآن کے احکام پیش نظر رہنے چاہیں۔

حلالہ: آیت 2/230 کے مطابق تیسری طلاق یعنی تین نکاح مکمل ہونے کے بعد میاں بیوی عدت کے دوران پھر سے نکاح نہیں کر سکتے یعنی ایک نکاح وہ جو پہلی بار ہوا دوسرا نکاح وہ جو طلاق کے بعد عورت کی عدت کے دوران پھر سے کر لیا گیا اور تیسرا نکاح وہ جو دوسری طلاق کے بعد عدت کی مدت کے دوران کر لیا گیا بشرطیکہ وہ میاں بیوی اپنی مرضی سے عدت کے دوران نکاح کرنا چاہیں لیکن اگر وہ اس دوران نکاح پھر سے نہیں کرنا چاہتے یعنی پھر سے میاں بیوی بن کر نہیں رہنا چاہتے اور عدت گذر جاتی ہے تو وہ طلاق ہو جائے گی۔ کیونکہ تیسری طلاق کے بعد یہ رعایت جو انہیں پہلی دو طلاقوں میں میسر تھی وہ ختم ہو جاتی ہے جیسا کہ اوپر بتلایا گیا ہے۔ تیسری طلاق کے بعد طلاق یافتہ بیوی کسی اور شوہر سے نکاح کر لے اور پھر اگر وہ بیوہ ہو جائے یا اگر وہ بھی طلاق دے دے تو تب وہ عورت اپنے پہلے والے شوہر سے نکاح کر سکتی ہے۔ مگر اس طلاق کا طریقہ کار بھی وہی ہو گا جس کا ذکر پہلے کر دیا گیا ہے یعنی طلاق ایک مقدمہ ہے جسے ثالثی بورڈ اور پھر مجاز عدالت کے مراحل سے گزرنا ہوتا ہے کیونکہ یہ کسی طور پر بھی میاں بیوی کا ذاتی معاملہ نہیں ہے۔ چنانچہ حلالہ کا وہ تصور جس کے مطابق یہ مراد لی جاتی ہے کہ مرد نے جب جی چاہا طلاق۔ طلاق۔ طلاق کہہ دیا اور نکاح ٹوٹ گیا اور اس کے بعد اس جوڑے کا باہمی ملاپ نہیں ہو سکتا جب تک یہ عورت کسی دوسرے مرد سے نکاح یعنی حلالہ کر کے ایک رات اس سے ہم اغوش نہ کرے، تو یہ قطعئی طور پر قرآن کے خلاف ہے اور ان معنوں میں لفظ حلالہ قرآن میں کہیں نہیں آیا کیونکہ اس طرح تو جبر کا نشانہ بھی عورت ہی بنتی ہے اور پھر وہی عورت اگر بے گناہ اور عفت و عصمت و حیا کی مالک ہے تو غیر مرد کو شوہر بنا کر حلالہ کے لئے تذلیل کا نشانہ بھی بنتی ہے۔ اس لحاظ سے تو یہ عورت پر زیادتی و بے انصافی ہے جو کہ سراسر ظلم ہے اور قرآن کی رو سے اللہ کسی بھی قسم کے ظلم کی اجازت نہیں دیتا بلکہ 2/231 کے مطابق ایسے ہی طریقے ہیں جو اللہ کے احکام کو مذاق بنانے کے مترادف ہیں اور 11/18 میں ہے کہ اپنی طرف سے غلط باتیں بنا کر اللہ سے منسوب کرنے کا ظلم مت کرو)۔

وَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ فِيمَا عَرَّضْتُمْ بِهِ مِنْ خِطْبَةِ النِّسَاءِ أَوْ أَكْنَنْتُمْ فِي أَنْفُسِكُمْ ۚ عَلِمَ اللَّهُ أَنَّكُمْ سَتَذْكُرُونَهُنَّ وَلَٰكِنْ لَا تُوَاعِدُوهُنَّ سِرًّا إِلَّا أَنْ تَقُولُوا قَوْلًا مَعْرُوفًا ۚ وَلَا تَعْزِمُوا عُقْدَةَ النِّكَاحِ حَتَّىٰ يَبْلُغَ الْكِتَابُ أَجَلَهُ ۚ وَاعْلَمُوا أَنَّ اللَّهَ يَعْلَمُ مَا فِي أَنْفُسِكُمْ فَاحْذَرُوهُ ۚ وَاعْلَمُوا أَنَّ اللَّهَ غَفُورٌ حَلِيمٌ ﴿٢٣٥﴾

ع 30 4 14

235- اور تم پر اس بات میں کوئی گناہ نہیں کہ (دورانِ عدت بھی) ان عورتوں کو اشارۃً نکاح کا پیغام دے دو یا (یہ خیال) اپنے دلوں میں چھپا رکھو، اللہ جانتا ہے کہ تم عنقریب ان سے ذکر کرو گے مگر ان سے خفیہ طور پر بھی (ایسا) وعدہ نہ لو سوائے اس کے کہ تم (اس سلسلے میں) قاعدے قانون کے مطابق بات کہہ دو۔ اور (اس دوران) عقدِ نکاح کا پختہ عزم نہ کرو

یہاں تک کہ مقررہ عدت اپنی انتہا کو پہنچ جائے۔اور آگاہ رہو کہ یہ حقیقت ہے کہ اللہ تمہاری شخصیت میں موجود ہر بات کو جانتا ہے۔اور یہ بھی جان لو کہ یقیناً اللہ وہ ہے جو حفاظت میں لے لینے والا ہے اور چھوٹی چھوٹی باتوں پر گرفت نہ کرتے ہوئے سنورنے والوں کو مہلت عطا کرنے والا ہے۔

لَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ اِنْ طَلَّقْتُمُ النِّسَآءَ مَا لَمْ تَمَسُّوْهُنَّ اَوْ تَفْرِضُوْا لَهُنَّ فَرِيْضَةً ۚۖ وَّمَتِّعُوْهُنَّ ۚ عَلَى الْمُوْسِعِ قَدَرُهٗ وَعَلَى الْمُقْتِرِ قَدَرُهٗ ۚ مَتَاعًاۢ بِالْمَعْرُوْفِ ۚ حَقًّا عَلَى الْمُحْسِنِيْنَ ﴿۲۳۶﴾

236-تم پر اس بات میں کوئی گناہ نہیں کہ اگر تم نے اپنی (منکوحہ) عورتوں کو ان کے چھونے یا ان کے مہر مقرر کرنے سے بھی پہلے طلاق دے دی ہے تو انہیں (ایسی صورت) میں مناسب خرچہ دے دو،فراوانی و وسعت والے پر اس کی حیثیت کے مطابق ہے اور تنگدست پر اس کی حیثیت کے مطابق ہے (تاکہ مطلقہ ہونے کی وجہ سے اس عورت کو جو نقصان پہنچا ہے،اس کی کچھ تلافی ہو جائے)۔(بہر حال) یہ خرچہ قاعدے قانون کے مطابق دیا جائے گا اور یہ زندگی میں حسن توازن کے لئے تگ و دو کرنے والوں پر لازم ہے (یعنی اہلِ ایمان ہی محسنین ہیں اس لئے ان پر یہ حکم لازم ہے)۔

وَاِنْ طَلَّقْتُمُوْهُنَّ مِنْ قَبْلِ اَنْ تَمَسُّوْهُنَّ وَقَدْ فَرَضْتُمْ لَهُنَّ فَرِيْضَةً فَنِصْفُ مَا فَرَضْتُمْ اِلَّآ اَنْ يَّعْفُوْنَ اَوْ يَعْفُوَا الَّذِيْ بِيَدِهٖ عُقْدَةُ النِّكَاحِ ۭ وَاَنْ تَعْفُوْٓا اَقْرَبُ لِلتَّقْوٰى ۭ وَلَا تَنْسَوُا الْفَضْلَ بَيْنَكُمْ ۭ اِنَّ اللّٰهَ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ ﴿۲۳۷﴾

237-اور اگر تم نے انہیں چھونے سے پہلے طلاق دے دی اور تم ان کا مہر بھی مقرر کر چکے تھے تو اس مہر کا جو تم نے مقرر کیا تھا،نصف دینا ضروری ہے سوائے اس کے کہ وہ اپنا حق خود ہی معاف کر دے (یعنی اگر طلاق کا مطالبہ عورت کی طرف سے ہے اور وہ اپنا حق خود ہی معاف کر دیتی ہے) یا وہ (شوہر) جس کے ہاتھ میں نکاح کی گرہ ہے (وہ اسے کھولنا چاہے یعنی طلاق کا مطالبہ اگر شوہر کی طرف سے ہے،تو وہ) معاف کر دے (یعنی بجائے نصف کے وہ پورا ادا کر دے)۔اور اگر تم معاف کر دو تو یہ تقوی کے قریب ہے۔اور (یاد رکھو کہ) تم آپس میں ایک دوسرے پر احسان کرنا مت بھولو۔کیونکہ حقیقت یہ ہے کہ جو کچھ تم کرتے ہو وہ سب کچھ اللہ دیکھ رہا ہے۔

حٰفِظُوْا عَلَى الصَّلَوٰتِ وَالصَّلٰوةِ الْوُسْطٰى ۤ وَقُوْمُوْا لِلّٰهِ قٰنِتِيْنَ ﴿۲۳۸﴾

238-(یہ ہے عائلی زندگی کے بارے میں تمہارے فرائض کا سلسلہ،لیکن ان احکام وقوانین کا قیام واستحکام اسی وقت ممکن ہے جب) تم الصلوٰۃ یعنی نازل کردہ نظامِ زندگی کے تمام پہلوؤں کو جس کے بنیادی فرائض میں ایک نماز بھی ہے کو اپنے رسول کی طرح قائم کر کے اس کی حفاظت اس طرح کرو کہ صلوٰۃِ الوسطیٰ یعنی اس نظامِ صلواۃ کی مرکزیت اللہ

یعنی اللہ کے قوانین کی مکمل اطاعت کے ذریعے انتہائی متوازن و مستحکم ہو جائے (قوموا)۔

فَاِنۡ خِفۡتُمۡ فَرِجَالًا اَوۡ رُكۡبَانًا ۚ فَاِذَاۤ اَمِنۡتُمۡ فَاذۡكُرُوا اللّٰهَ كَمَا عَلَّمَكُمۡ مَّا لَمۡ تَكُوۡنُوۡا تَعۡلَمُوۡنَ ﴿۲۳۹﴾

239- چنانچہ چاہے تم (طاری حالات کے لئے) اندیشوں میں ہو اور (تمہاری جدوجہد) پیدل یا سوار (کی حالت میں جاری ہو) یا پھر جب تم حالتِ امن واطمینان میں آ چکے ہو تو اللہ کے احکام و قوانین کی آ گاہی جاری رکھو کیونکہ اس نے تمہیں (نظامِ زندگی کے بارے میں) وہ علم عطا کر دیا جس کے متعلق تمہیں کوئی آ گاہی نہیں تھی۔

وَالَّذِيۡنَ يُتَوَفَّوۡنَ مِنۡكُمۡ وَيَذَرُوۡنَ اَزۡوَاجًا ۖۚ وَّصِيَّةً لِّاَزۡوَاجِهِمۡ مَّتَاعًا اِلَى الۡحَـوۡلِ غَيۡرَ اِخۡرَاجٍ ۚ فَاِنۡ خَرَجۡنَ فَلَا جُنَاحَ عَلَيۡكُمۡ فِىۡ مَا فَعَلۡنَ فِىۡٓ اَنۡفُسِهِنَّ مِنۡ مَّعۡرُوۡفٍ ؕ وَاللّٰهُ عَزِيۡزٌ حَكِيۡمٌ ﴿۲۴۰﴾

240- اور (اللہ کے قوانین کی اطاعت اور اللہ کے ذکر کے بارے میں سمجھ لینے کے بعد عائلی قوانین کی مزید آ گاہی یوں ہے کہ) تم میں سے جو لوگ بیوہ عورتیں چھوڑ کر مر جائیں، انہیں چاہیے کہ اپنی بیویوں کے متعلق وصیت کر جائیں کہ سال بھر تک کا خرچہ دے دیا جائے اور اپنے گھروں سے نہ نکالا جائے۔ لیکن اگر وہ ازخود چلی جائیں اور قاعدے قانون کے مطابق اپنے لئے کچھ اور فیصلہ کر لیں تو اس کا کوئی گناہ تم پر نہیں ہے (کیونکہ یہ اصول اور رعائتیں اس) اللہ کی جانب سے ہیں جو نہ صرف غالب ہے بلکہ وہ حقائق کی باریکیوں کے مطابق درست اور نادرست کی اٹل حدیں مقرر کر کے فیصلے کرنے والا ہے۔

وَلِلۡمُطَلَّقٰتِ مَتَاعٌ ۢ بِالۡمَعۡرُوۡفِ ؕ حَقًّا عَلَى الۡمُتَّقِيۡنَ ﴿۲۴۱﴾

241- اور اسی طرح مطلقہ عورتوں کو بھی قاعدے کے مطابق عدت کے دوران میں خرچہ مہیا کرو۔ یہ ان لوگوں پر لازم ہے جو تباہ کن نتائج سے بچنے کے لئے اللہ کے احکام و قوانین اختیار کیے رکھتے ہیں (یعنی یہ اہلِ ایمان پر لازم ہے)۔

كَذٰلِكَ يُبَيِّنُ اللّٰهُ لَـكُمۡ اٰيٰتِهٖ لَعَلَّكُمۡ تَعۡقِلُوۡنَ ﴿۲۴۲﴾ ع 31 7 15

242- اسی طرح اللہ اپنے احکام و قوانین کو تمہارے لئے شفاف طور پر بیان کرتا ہے تاکہ تم عقل و شعور سے کام لے کر (ان کے مطابق فیصلے کرو)۔

اَلَمۡ تَرَ اِلَى الَّذِيۡنَ خَرَجُوۡا مِنۡ دِيَارِهِمۡ وَهُمۡ اُلُوۡفٌ حَذَرَ الۡمَوۡتِ ۖ فَقَالَ لَهُمُ اللّٰهُ مُوۡتُوۡا ۚ ثُمَّ اَحۡيَاهُمۡ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَذُوۡ فَضۡلٍ عَلَى النَّاسِ وَلٰـكِنَّ اَكۡثَرَ النَّاسِ لَا يَشۡكُرُوۡنَ ﴿۲۴۳﴾

243- (بات یہاں سے شروع ہوئی تھی کہ صراطِ مستقیم کے مراحل میں حائل رکاوٹیں اور گھریلو زندگی کے استحکام کی آ گاہی کیا ہے، چنانچہ اب صراطِ مستقیم کے مراحل میں زندگی اور موت کی حیثیت کی سبق آموز آ گاہی کے لئے ایک بار

پھر بنی اسرائیل کے اس واقعہ پر نگاہ ڈالو کہ) کیا تم نے ان لوگوں کے حال پر بھی کچھ غور کیا کہ جو ہزاروں کی تعداد میں تھے (لیکن جب دشمن کا سامنا ہوا) تو وہ اپنا گھر بار سب چھوڑ چھاڑ کر بھاگ کھڑے ہوئے کیونکہ وہ موت سے بچنا چاہتے تھے لیکن اللہ نے ان پر موت طاری کر دی۔ مگر انہیں پھر زندہ کر دیا (تا کہ وہ جان جائیں کہ زندگی اور موت صرف اللہ کے ہاتھ میں ہے)۔ حقیقت یہ ہے کہ اللہ انسانوں پر فراوانیاں اور فضیلتیں لانا چاہتا ہے مگر اکثر انسان شکر ادا نہیں کرتے۔

وَقَاتِلُوۡا فِیۡ سَبِیۡلِ اللّٰہِ وَاعۡلَمُوۡۤا اَنَّ اللّٰہَ سَمِیۡعٌ عَلِیۡمٌ ﴿۲۴۴﴾

244-اور (ان سے کہا گیا تھا کہ تم موت سے ڈر کر بھاگنے کی بجائے) اللہ کی راہ یعنی اللہ کے احکام وقوانین کی حفاظت کے لئے لڑو (اور دشمنوں کا جم کر مقابلہ کرو اور یاد رکھو کہ تمہاری کوئی قربانی ضائع نہیں ہوگی) لہٰذا تمہیں علم ہونا چاہئے کہ اللہ ہر ایک بات کو سنتا ہے اور لامحدود علم رکھنے والا ہے۔

مَنۡ ذَا الَّذِیۡ یُقۡرِضُ اللّٰہَ قَرۡضًا حَسَنًا فَیُضٰعِفَہٗ لَہٗۤ اَضۡعَافًا کَثِیۡرَۃً ؕ وَاللّٰہُ یَقۡبِضُ وَیَبۡصُۜطُ ۪ وَاِلَیۡہِ تُرۡجَعُوۡنَ ﴿۲۴۵﴾

245-(اس کے ساتھ ہی ان سے یہ بھی کہہ دیا گیا تھا کہ تمہاری اجتماعی قوت کے لئے مال کی بھی ضرورت ہوگی)۔ لہٰذا، تم میں سے کون ایسا ہے جو اللہ کو قرضِ حسنا دے (یعنی اللہ کے احکام وقوانین کی حفاظت کے لئے جنگی ضروریات پوری کرنے کے لئے جو کچھ دے سکتے ہو دیتے جاؤ کیونکہ اگر اللہ کا نظام محفوظ ہو گیا تو تم بھی محفوظ ہو جاؤ گے) تا کہ اللہ اُسے کئی گنا بڑھا چڑھا کر واپس کرے کیونکہ گھٹانا بھی اللہ کے اختیار میں ہے اور بڑھانا بھی اللہ کے اختیار میں ہے، اور اسی کی طرف تم سب واپس چلتے جا رہے ہو۔

اَلَمۡ تَرَ اِلَی الۡمَلَاِ مِنۡۢ بَنِیۡۤ اِسۡرَآءِیۡلَ مِنۡۢ بَعۡدِ مُوۡسٰی ۘ اِذۡ قَالُوۡا لِنَبِیٍّ لَّہُمُ ابۡعَثۡ لَنَا مَلِکًا نُّقَاتِلۡ فِیۡ سَبِیۡلِ اللّٰہِ ؕ قَالَ ہَلۡ عَسَیۡتُمۡ اِنۡ کُتِبَ عَلَیۡکُمُ الۡقِتَالُ اَلَّا تُقَاتِلُوۡا ؕ قَالُوۡا وَمَا لَنَاۤ اَلَّا نُقَاتِلَ فِیۡ سَبِیۡلِ اللّٰہِ وَقَدۡ اُخۡرِجۡنَا مِنۡ دِیَارِنَا وَاَبۡنَآئِنَا ؕ فَلَمَّا کُتِبَ عَلَیۡہِمُ الۡقِتَالُ تَوَلَّوۡا اِلَّا قَلِیۡلًا مِّنۡہُمۡ ؕ وَاللّٰہُ عَلِیۡمٌۢ بِالظّٰلِمِیۡنَ ﴿۲۴۶﴾

وقف لازم

246-(اے رسولؐ) کیا تم نے بنی اسرائیل کے سرداروں کو نہیں دیکھا جو موسیٰؑ کے بعد ہوئے۔ اس وقت انہوں نے اپنے نبی سے کہا کہ ہمارے لئے ایک امیر مقرر کر دیں تا کہ ہم (اس کی قیادت میں) اللہ کی راہ میں جنگ کریں۔ نبی نے (ان سے) کہا! کہیں ایسا نہ ہو کہ تم پر قتال یعنی جنگ فرض کر دی جائے اور تم جنگ ہی نہ کرو۔ وہ کہنے لگے! بھلا یہ کیسے ہوسکتا ہے کہ ہم اللہ کی راہ میں جنگ نہ کریں کیونکہ وجہ یہ ہے کہ ہمیں اپنے گھروں سے اور اولاد سے جدا کر دیا گیا ہے (اس لئے ہم ڈٹ کر لڑیں گے)۔ لیکن ہوا یہ کہ جب ان پر جنگ فرض کر دی گئی تو ان میں سے چند ایک کے سوا سب

پھر گئے۔ (حالانکہ انہیں سمجھ لینا چاہیے تھا کہ) اللہ تو وہ ہے جو زیادتی و بے انصافی کرنے والوں کو ہر طرح سے جانتا ہے۔

وَقَالَ لَهُمْ نَبِيُّهُمْ إِنَّ اللَّهَ قَدْ بَعَثَ لَكُمْ طَالُوتَ مَلِكًا ۚ قَالُوا أَنَّىٰ يَكُونُ لَهُ الْمُلْكُ عَلَيْنَا وَنَحْنُ أَحَقُّ بِالْمُلْكِ مِنْهُ وَلَمْ يُؤْتَ سَعَةً مِّنَ الْمَالِ ۚ قَالَ إِنَّ اللَّهَ اصْطَفَاهُ عَلَيْكُمْ وَزَادَهُ بَسْطَةً فِي الْعِلْمِ وَالْجِسْمِ ۖ وَاللَّهُ يُؤْتِي مُلْكَهُ مَن يَشَاءُ ۚ وَاللَّهُ وَاسِعٌ عَلِيمٌ ﴿٢٤٧﴾

247- بہرحال (جب انہوں نے امیر مقرر کرنے کی درخواست کی) تو ان کے نبی نے ان سے کہا کہ اللہ نے تمہارے لئے طالوت کو امیر مقرر کر دیا ہے (لیکن انہوں نے فوراً ہی اعتراض کر دیا) اور کہنے لگے کہ اسے ہمارے اوپر کیسے امیری حاصل ہو سکتی ہے؟ اس کے مقابلہ میں، اس منصب اور اقتدار کے ہم زیادہ حقدار ہیں۔ (وہ غریب آدمی ہے) اس کے پاس مال و دولت کی کہاں وسعت ہے۔ (اس نے ان سے کہا کہ جنگ کی کمان کے لئے مال و دولت معیار نہیں ہوا کرتا بلکہ اس کا معیار یہ ہوتا ہے کہ اس شخص میں جنگی حکمت و تربیت کس قدر ہے اور جسمانی توانائی کا کیا حال ہے) اور یقیناً اللہ نے اسے تم پر (امیر) منتخب کر لیا ہے اور اسے علم اور جسم میں زیادہ کشادگی دی ہے۔ اور اللہ جسے مناسب سمجھتا ہے اسے اپنا ملک دے دیتا ہے کیونکہ اللہ ہی وسعتوں کا مالک ہے اور اللہ ہی علم والا ہے۔

(نوٹ: طالُوت۔ جالُوت: حضرت موسیٰؑ کی وفات تقریباً 1451 ق م میں ہوئی یعنی محمدؐ سے تقریباً 2021 سال پہلے وفات ہوئی۔ ان کے تقریباً چار سو سال بعد تک بنی اسرائیل کے حالات بہت بگڑ چکے تھے۔ اور وہ اس قدر زوال میں آ چکے تھے کہ ہمسایہ ریاستوں والے جب چاہتے ان پر حملہ آور ہو جاتے۔ ان حملہ آوروں میں ظالم ترین جالوت تھا جو بیت لحم کے قریب ایک وادی ''ریفام'' کا رہنے والا تھا۔ اور ساحلی فلسطین کا بادشاہ بن گیا تھا اور جسمانی لحاظ سے یہ بڑا دراز قد آور پہلوان تھا۔ اس صورتِ حال سے تنگ آ کر بنی اسرائیل نے اپنے نبی سموئیل سے التماس کی کہ وہ ان کے لئے کوئی امیر مقرر کرے تو اس نے 1095 ق م میں طالُوت کو امیر مقرر کر دیا۔ چنانچہ طالُوت تقریباً تین سو سے زائد جاں بازوں کو لے کر میدانِ جنگ میں گیا اور وہاں حضرت داوٗدؑ بھی طالوت کے لشکر میں شامل ہو گئے اور حضرت داوٗدؑ نے جالوت کو ہلاک کر دیا۔ حضرت داوٗدؑ حضرت محمدؐ سے تقریباً 1665 سال پہلے بادشاہ بنے تھے۔ طالوت حضرت داوٗدؑ کے خسر تھے۔ طالُوت نہایت عبادت گزار شخص تھا۔ تاریخ نے ان کے بارے میں بہت کم معلومات فراہم کی ہیں)۔

وَقَالَ لَهُمْ نَبِيُّهُمْ إِنَّ آيَةَ مُلْكِهِ أَن يَأْتِيَكُمُ التَّابُوتُ فِيهِ سَكِينَةٌ مِّن رَّبِّكُمْ وَبَقِيَّةٌ مِّمَّا تَرَكَ آلُ مُوسَىٰ وَآلُ هَارُونَ تَحْمِلُهُ الْمَلَائِكَةُ ۚ إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَآيَةً لَّكُمْ إِن كُنتُم مُّؤْمِنِينَ ﴿٢٤٨﴾ ع

ع 32 6 16

248- اور ان کے نبی نے ان سے یہ بھی کہا کہ اللہ نے جو اقتدار و اختیار طالوت کو سونپا ہے اس کا (پہلا) نتیجہ یہ ہو

گا (کہ اس کے عہد میں) تمہارے پاس وہ صندوق (واپس) آ جائے گا (جسے تم کھو چکے ہو)۔ اور اسے پا کر تمہارے پروردگار کی جانب سے تمھیں اطمینان میسر آ جائے گا کیونکہ اس صندوق میں آلِ موسیٰ اور آلِ ہارون کی کچھ چھوڑی ہوئی چیزیں ہیں (جیسے پتھر کی وہ تختیاں جو طور سینا پر اللہ کی جانب سے موسیٰؑ کو میسرّ آئی تھیں) جسے اس وقت فرشتے سنبھالے ہوئے ہیں۔ چنانچہ اگر تم نازل کردہ سچائیوں اور احکام وقوانین کو تسلیم کرتے ہو تو یقیناً یہ تمہارے لئے سبق آموز نشانی ہے (کہ طالوت کا انتخاب اللہ ہی کی جانب سے ہے)۔

فَلَمَّا فَصَلَ طَالُوْتُ بِالْجُنُوْدِ ۙ قَالَ اِنَّ اللّٰهَ مُبْتَلِيْكُمْ بِنَهَرٍ ۚ فَمَنْ شَرِبَ مِنْهُ فَلَيْسَ مِنِّىْ ۚ وَمَنْ لَّمْ يَطْعَمْهُ فَاِنَّهٗ مِنِّىْٓ اِلَّا مَنِ اغْتَرَفَ غُرْفَةً ۢ بِيَدِهٖ ۚ فَشَرِبُوْا مِنْهُ اِلَّا قَلِيْلًا مِّنْهُمْ ۗ فَلَمَّا جَاوَزَهٗ هُوَ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَعَهٗ ۙ قَالُوْا لَا طَاقَةَ لَنَا الْيَوْمَ بِجَالُوْتَ وَجُنُوْدِهٖ ۗ قَالَ الَّذِيْنَ يَظُنُّوْنَ اَنَّهُمْ مُّلٰقُوا اللّٰهِ ۙ كَمْ مِّنْ فِئَةٍ قَلِيْلَةٍ غَلَبَتْ فِئَةً كَثِيْرَةً ۢ بِاِذْنِ اللّٰهِ ۗ وَاللّٰهُ مَعَ الصّٰبِرِيْنَ ﴿۲۴۹﴾

249- بہر حال (جب طالُوت امیر مقرر ہو گیا) تو وہ لشکر کے ساتھ (دشمن کے مقابلہ کیلئے) روانہ ہوا تو اس نے کہا! اللہ تمہارا امتحان دریا کے ذریعے سے لینا چاہتا ہے (یہ دیکھنے کے لئے کہ تم میں کتنا استقلال ہے اور مشکلات میں ڈٹے رہنے کا کتنا جذبہ اور ارادہ ہے۔ اور وہ آزمائش یہ ہے) کہ جو کوئی تم میں سے اس کا پانی پیئے گا تو وہ میرے (ساتھیوں میں) سے نہیں ہوگا (یعنی وہ ہمارے لشکر میں رہنے کے قابل نہیں کیونکہ اس میں قوتِ برداشت نہیں اور وہ مشکلات میں ہمارا ساتھ چھوڑ سکتا ہے)۔ اسی لئے میرا ساتھی صرف وہ ہے جو اس سے پیاس نہ بجھائے سوائے اس کے کہ یونہی چُلّو بھر پانی اپنے ہاتھ میں لے کر (حلق تر کرلے)۔ (لیکن وہ اس پہلی آزمائش پر ہی پورے نہ اتر سکے) اور ان میں سے سوائے چند ایک کے باقی سب نے اس (دریا) سے پانی پی لیا۔ چنانچہ جب طالُوت اور اس کے ایمان والے ساتھی دریا کے پار چلے گئے (اور وہاں جا کر) کہنے لگے! کہ آج ہم میں جالُوت اور اس کے لشکر سے مقابلے کی طاقت نہیں ہے۔ (لیکن ان میں) جو لوگ یہ یقین رکھتے تھے کہ وہ (شہید ہو کر) اللہ سے ملاقات کا شرف پانے والے ہیں تو وہ کہنے لگے! کہ کئی مرتبہ (ایسا بھی ہوا ہے کہ) اللہ کے حکم سے تھوڑی سی تعداد بڑی بڑی تعداد پر غالب آ جاتی ہے اور (یاد رکھو کہ) اللہ ان کے ساتھ ہوتا ہے جو ثابت قدمی سے ڈٹے رہنے والے ہوتے ہیں۔

وَلَمَّا بَرَزُوْا لِجَالُوْتَ وَجُنُوْدِهٖ قَالُوْا رَبَّنَآ اَفْرِغْ عَلَيْنَا صَبْرًا وَّثَبِّتْ اَقْدَامَنَا وَانْصُرْنَا عَلَى الْقَوْمِ الْكٰفِرِيْنَ ﴿۲۵۰﴾ؕ

250- اور جب وہ جالُوت اور اس کے لشکروں کے سامنے صف آرا ہوئے تو انہوں نے دُعا کی کہ! اے ہمارے نشو ونما

دینے والے! ہماری ڈٹے رہنے کی حالت کو وسیع و آسان کر دے اور ہمیں اُن لوگوں پر غلبہ عطا کر دے جنہوں نے تیری نازل کردہ سچائیوں اور احکام وقوانین سے انکار کر کے سرکشی اختیار کر رکھی ہے۔

فَهَزَمُوۡهُمۡ بِاِذۡنِ اللّٰهِ ۙ۫ وَقَتَلَ دَاوٗدُ جَالُوۡتَ وَاٰتٰٮهُ اللّٰهُ الۡمُلۡكَ وَالۡحِكۡمَةَ وَعَلَّمَهٗ مِمَّا يَشَآءُ ؕ وَلَوۡلَا دَفۡعُ اللّٰهِ النَّاسَ بَعۡضَهُمۡ بِبَعۡضٍ ۙ لَّفَسَدَتِ الۡاَرۡضُ وَلٰـكِنَّ اللّٰهَ ذُوۡ فَضۡلٍ عَلَى الۡعٰلَمِيۡنَ ﴿۲۵۱﴾

251- لہٰذا (انہوں نے اللہ کے اس حکم کے مطابق کہ فتح حق پر ڈٹے رہنے سے وابستہ ہوتی ہے) اپنے دشمن کو شکست فاش دی اور داوٗد (جوان کے لشکر میں تھا) کے ہاتھوں جالُوت مارا گیا۔ پھر اللہ نے داوٗد کو ملک عطا کر دیا اور اسے ایسی دانش دی جو حقائق کی باریکیوں کے مطابق درست اور نادرست کی اٹل حدیں مقرر کر کے فیصلے کرنے والی ہوتی ہے۔ (اس کے علاوہ) جو کچھ چاہا ان کے بارے میں اسے علم دے دیا گیا۔ (یہ سبق آموز آگہی اس لئے دی گئی ہے کہ) اگر اس طرح اللہ انسانوں کے ایک گروہ کو (جو امن واطمینان تباہ کر کے انسانوں سے ان کی مسرتیں چھیننے والا ہوتا ہے یعنی مفسدین) اسے دوسرے گروہ سے (جو اللہ کی سچائیوں کا بول بالا کرنے والا ہوتا ہے) کے ذریعے ہٹاتا نہ رہتا تو زمین میں فساد ہی فساد برپا ہو جاتا۔ اسی لئے اللہ وہ ہے جو سارے عالمین پر بہت زیادہ فضل کرنے والا ہے (تاکہ جہان اور اقوامِ عالم فساد سے محفوظ رہ سکیں)۔

تِلۡكَ اٰيٰتُ اللّٰهِ نَتۡلُوۡهَا عَلَيۡكَ بِالۡحَـقِّ ؕ وَاِنَّكَ لَمِنَ الۡمُرۡسَلِيۡنَ ﴿۲۵۲﴾

252- (بہرحال) یہ ہیں اللہ کے وہ احکام وقوانین جنہیں ہم (اے رسولؐ) حق وصداقت کے ساتھ تمہیں سنا رہے ہیں۔ اور اس میں کوئی شک وشبہ ہی نہ رکھنا کہ تم رسولوں میں سے ہو (کیونکہ ہم اس قسم کے احکام وقوانین صرف اپنے رسولوں کو دیتے چلے آئے ہیں)۔

الجزء 3 — وقف لازم — ع 33 5 1

تِلۡكَ الرُّسُلُ فَضَّلۡنَا بَعۡضَهُمۡ عَلٰى بَعۡضٍ ۘ مِنۡهُمۡ مَّنۡ كَلَّمَ اللّٰهُ وَرَفَعَ بَعۡضَهُمۡ دَرَجٰتٍ ؕ وَاٰتَيۡنَا عِيۡسَى ابۡنَ مَرۡيَمَ الۡبَيِّنٰتِ وَاَيَّدۡنٰهُ بِرُوۡحِ الۡقُدُسِ ؕ وَلَوۡ شَآءَ اللّٰهُ مَا اقۡتَتَلَ الَّذِيۡنَ مِنۡۢ بَعۡدِهِمۡ مِّنۡۢ بَعۡدِ مَا جَآءَتۡهُمُ الۡبَيِّنٰتُ وَلٰـكِنِ اخۡتَلَفُوۡا فَمِنۡهُمۡ مَّنۡ اٰمَنَ وَمِنۡهُمۡ مَّنۡ كَفَرَ ؕ وَلَوۡ شَآءَ اللّٰهُ مَا اقۡتَتَلُوۡا ۚ وَلٰـكِنَّ اللّٰهَ يَفۡعَلُ مَا يُرِيۡدُ ﴿۲۵۳﴾

253- (اے نوعِ انساں! تمہاری طرف جو) یہ رسول بھیجے گئے ہیں، تو ہم نے ان میں سے بعض کو بعض پر فضیلت دی ہے۔ ان میں سے ایسے بھی ہیں جن سے اللہ نے کلام کیا اور ان میں سے بعض کے درجات بلند کر دیئے اور ہم نے مریم

کے بیٹے کو صاف صاف احکام وقوانین عطا کئے تھے اور روح القدس کے ذریعے یعنی جبرائیل کے ذریعے اس کو تقویت دی اور (اب نوعِ انساں ذرا غور کرو کہ ایسا کیوں ہوا؟ یعنی) اگر اللہ مناسب سمجھتا تو ان رسولوں کے بعد آنے والے لوگ اپنے پاس صاف صاف احکام وقوانین آ جانے کے بعد آپس میں کبھی بھی خونریزی نہ کرتے۔ مگر وہ اختلافات میں پڑ گئے۔ چنانچہ ان میں سے کسی نے تو نازل کردہ سچائیوں اور احکام وقوانین کو تسلیم کر کے امن واطمینان کی راہ اختیار کر لی اور کسی نے ان سے انکار کر کے سرکشی اختیار کر لی۔ حالانکہ اگر اللہ مناسب سمجھتا تو وہ کبھی آپس میں خونریزی نہ کرتے۔ لیکن اللہ جو ارادہ کرتا ہے وہی کام ہوتا ہے (یعنی اگر اللہ چاہتا تو انسان دیگر اشیائے کائنات کی طرح مجبور زندگی بسر کرتے مگر رسولوں کو بھیج کر اللہ نے تمام راستے واضح کر دیئے اور اختیار دے دیا'' کہ جس کا جی چاہے ایمان کی راہ اختیار کرے اور جس کا جی چاہے کفر کی راہ اختیار کرے، 18/29)۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَنْفِقُوْا مِمَّا رَزَقْنٰكُمْ مِّنْ قَبْلِ اَنْ يَّاْتِيَ يَوْمٌ لَّا بَيْعٌ فِيْهِ وَلَا خُلَّةٌ وَّلَا شَفَاعَةٌ ۭ وَالْكٰفِرُوْنَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ ۝۲۵۴

254- (لہٰذا، جن لوگوں نے ایمان کے راستے کو چن لیا ہے تو وہ آگاہ رہیں اور غور سے سنیں کہ) اے اہلِ ایمان! جو کچھ ہم نے تمہیں زندگی کی نشوونما کا سامان عطا کیا ہے (تو اسے حقیقی ضرورت مندوں کی ضرورت پورا کرنے کے لئے) کھلا رکھو، اس سے پہلے کہ وہ دن آ جائے جس میں نہ کوئی خرید وفروخت ہوگی اور نہ کوئی دوستی (کام آئے گی) اور نہ کوئی کسی کے ساتھ اس جیسا آ کھڑا ہوگا (تا کہ مدد کر سکے) اور یہ لوگ جنہوں نے نازل کردہ سچائیوں اور احکام وقوانین سے انکار کر کے سرکشی اختیار کر رکھی ہے تو یہی ظالم لوگ ہیں۔

اَللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۚ اَلْـحَيُّ الْقَيُّوْمُ ۥ لَا تَاْخُذُهٗ سِـنَةٌ وَّلَا نَوْمٌ ۭ لَهٗ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ ۭ مَنْ ذَا الَّذِيْ يَشْفَعُ عِنْدَهٗٓ اِلَّا بِاِذْنِهٖ ۭ يَعْلَمُ مَا بَيْنَ اَيْدِيْهِمْ وَمَا خَلْفَهُمْ ۚ وَلَا يُحِيْطُوْنَ بِشَيْءٍ مِّنْ عِلْمِهٖٓ اِلَّا بِمَا شَاۗءَ ۚ وَسِعَ كُرْسِـيُّهُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ ۚ وَلَا يَـــــُٔـوْدُهٗ حِفْظُهُمَا ۚ وَھُوَ الْعَلِيُّ الْعَظِيْمُ ۝۲۵۵

255- (چنانچہ یہ تمام اصول، قوانین، احکام اور ضابطے) اس اللہ کے ہیں جس کے سوا کسی کی پرستش واطاعت نہیں کی جا سکتی اور جو زندہ ہے (مگر زندگی کا محتاج نہیں) اور ہمیشہ قائم ودائم ہے۔ نہ اس کو اونگھ آتی ہے اور نہ نیند۔ اور جو کچھ زمین میں ہے سب اسی کا ہے۔ (لہٰذا) کوئی ایسا نہیں جو اس کے پاس بغیر اس کی اجازت کے اپنے جیسے کے ساتھ جا کر کھڑا ہو سکے۔ (اس کے علم کا عالم یہ ہے کہ) جو کچھ ان کے ہاتھوں میں ہے اور جو کچھ ان سے اوجھل ہے وہ سب کچھ جانتا ہے۔

چنانچہ اس کے علم کا احاطہ کسی چیز سے بھی نہیں کیا جا سکتا۔ اور اس کے علم میں سے کسی کو ذرہ برابر بھی نہیں مل سکتا سوائے اس کے کہ کسی چیز کا علم وہ خود ہی ان کو دینا چاہے۔ اس کے علم واقتدار نے تمام آسمانوں اور زمین کو اپنے گھیرے میں لے رکھا ہے اور اس کے لئے ان دونوں (یعنی ساری کائنات کی بلندیوں اور پستیوں) کی نگرانی قطعی طور پر دشوار نہیں اور وہ اعلیٰ و عظیم ہے (اس کا احاطہ عقل انسانی سے باہر ہے، 6:103)۔

لَآ اِكْرَاهَ فِي الدِّيْنِ ۣۙ قَدْ تَّبَيَّنَ الرُّشْدُ مِنَ الْغَيِّ ۚ فَمَنْ يَّكْفُرْ بِالطَّاغُوْتِ وَيُؤْمِنْۢ بِاللّٰهِ فَقَدِ اسْتَمْسَكَ بِالْعُرْوَةِ الْوُثْقٰى ۤ لَا انْفِصَامَ لَهَا ۭ وَاللّٰهُ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ﴿۲۵۶﴾

256-(ایسی قوتوں اور عظمتوں کا مالک اللہ اگر چاہتا تو سب کو ایک ہی دین اپنانے پر مجبور کر دیتا مگر یہ اس کا طریقہ نہیں چنانچہ) دین میں کوئی زبردستی نہیں۔ یقیناً صحیح منزل پر پہنچا دینے والی راہ اور غلط منزل پر پہنچا دینے والی راہ جدا ہو چکی ہیں۔ لہٰذا، جو کوئی حدوں اور پیمانوں کو توڑنے والے سرکشوں کا انکار کر دے اور اللہ پر ایمان لے آئے تو اس نے ایک ایسا مضبوط سہارا تھام لیا جو کبھی ٹوٹنے والا نہیں۔ اور اللہ تو وہ ہے جو سب کچھ سننے والا اور سب کچھ جاننے والا ہے۔

اَللّٰهُ وَلِيُّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا ۙ يُخْرِجُهُمْ مِّنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ ڛ وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اَوْلِيٰۗــــُٔــھُمُ الطَّاغُوْتُ ۙ يُخْرِجُوْنَهُمْ مِّنَ النُّوْرِ اِلَى الظُّلُمٰتِ ۭ اُولٰۗىِٕكَ اَصْحٰبُ النَّارِ ۚ ھُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ﴿۲۵۷﴾ۧ

ع 34 4 2

257-(اس لئے یاد رکھو کہ) اللہ ان لوگوں کا ولی ہے جو ایمان والے ہیں۔ وہ انہیں اندھیروں سے نکال کر نور میں لے جاتا ہے۔ اور جو لوگ کافر ہیں یعنی جنہوں نے نازل کردہ سچائیوں اور احکام وقوانین سے انکار کر کے سرکشی اختیار کر رکھی ہے تو ان کی حمایت کرنے والے بھی وہ ہیں جو حدوں اور پیمانوں کو توڑنے والے سرکش ہیں۔ (لہٰذا) وہ انہیں روشنی سے نکال کر اندھیروں میں لے جاتے ہیں۔ یہ ہیں وہ لوگ جو (دوزخ کی) آگ والے ہیں جس میں وہ ہمیشہ رہیں گے۔

اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْ حَاۗجَّ اِبْرٰھٖمَ فِيْ رَبِّهٖٓ اَنْ اٰتٰىهُ اللّٰهُ الْمُلْكَ ۘ اِذْ قَالَ اِبْرٰھٖمُ رَبِّيَ الَّذِيْ يُـحْيٖ وَيُمِيْتُ ۙ قَالَ اَنَا اُحْيٖ وَاُمِيْتُ ۭ قَالَ اِبْرٰھٖمُ فَاِنَّ اللّٰهَ يَاْتِيْ بِالشَّمْسِ مِنَ الْمَشْرِقِ فَاْتِ بِهَا مِنَ الْمَغْرِبِ فَبُهِتَ الَّذِيْ كَفَرَ ۭ وَاللّٰهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ ﴿۲۵۸﴾ۚ

وقف لازم

258-(اسی لئے نازل کردہ ضابطۂ حیات کو قائم کرنے کے لئے جدوجہد کرنے والوں کو بڑی بڑی مشکلات کا سامنا کرنے کے لئے تیار رہنا چاہیے۔ اس سلسلے میں سبق آموز آگاہی کے لے ابراہیمؑ کا واقعہ یوں ہے کہ جب وہ اس نظام کی دعوت دینے نکلا تو وہاں کا حکمران ہی مقابلے میں آ کھڑا ہوا۔ لیکن) کیا تم نے اس شخص کے حال پر غور نہیں کیا جو اپنے رب کے بارے میں ہی ابراہیم سے جھگڑا کرنے لگا تھا۔ (اس کی مخالفت علم و بصیرت اور دلیل پر مبنی نہیں تھی بلکہ)

حکومت وطاقت (کے گھمنڈ پر تھی) جو اللہ نے ہی اسے عطا کر رکھی تھی۔ جب (بحث شروع ہوئی تو) ابراہیم نے کہا! میرا رب وہ ہے جو زندہ کرتا ہے اور موت دیتا ہے۔ اس نے جواب دیا! میں زندہ کرتا ہوں اور موت بھی دیتا ہوں (کیونکہ یہاں زندگی اور موت کے فیصلے میری مرضی سے ہوتے ہیں)۔ ابراہیم نے کہا! اس میں کوئی شک وشبہ ہی نہیں کہ اللہ سورج کو مشرق کی طرف سے نکالتا ہے تم اسے مغرب کی طرف سے نکال کر لے آ ؤ۔ اس پر وہ کافر دہشت زدہ ہو گیا۔ اور اللہ ایسی قوم کو جو ظلم کرنے والی ہو اسے ایسی درست وروشن راہ نہیں دکھاتا جو اطمینان بھری منزل کو جاتی ہے۔

اَوْ كَالَّذِیْ مَرَّ عَلٰی قَرْیَةٍ وَّهِیَ خَاوِیَةٌ عَلٰی عُرُوْشِهَا ۚ قَالَ اَنّٰی یُحْیٖ هٰذِهِ اللّٰهُ بَعْدَ مَوْتِهَا ۚ فَاَمَاتَهُ اللّٰهُ مِائَةَ عَامٍ ثُمَّ بَعَثَهٗ ؕ قَالَ كَمْ لَبِثْتَ ؕ قَالَ لَبِثْتُ یَوْمًا اَوْ بَعْضَ یَوْمٍ ؕ قَالَ بَلْ لَّبِثْتَ مِائَةَ عَامٍ فَانْظُرْ اِلٰی طَعَامِكَ وَشَرَابِكَ لَمْ یَتَسَنَّهْ ۚ وَانْظُرْ اِلٰی حِمَارِكَ وَلِنَجْعَلَكَ اٰیَةً لِّلنَّاسِ وَانْظُرْ اِلَی الْعِظَامِ كَیْفَ نُنْشِزُهَا ثُمَّ نَكْسُوْهَا لَحْمًا ؕ فَلَمَّا تَبَیَّنَ لَهٗ ۙ قَالَ اَعْلَمُ اَنَّ اللّٰهَ عَلٰی كُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ ﴿۲۵۹﴾

259-(لہٰذا وہ لوگ جو آگاہی حاصل کرنے والے ہیں وہ اس واقعہ سے مزید سبق آموز آگاہی حاصل کر سکتے ہیں) کہ یہ بات یوں ہے کہ ایک شخص جو ایک ایسی بستی پر سے گزرا جو اپنی چھتوں پر گری پڑی تھی۔ اس نے کہا! کہ اللہ اس کی موت کے بعد اسے کیسے زندہ کرے گا۔ چنانچہ (اسے اس حقیقت کا مشاہدہ کرانے کے لئے) اللہ نے اسے سو برس تک مُردہ رکھا۔ پھر اسے زندہ کر دیا۔ اس سے پوچھا گیا! کہ تم بھلا کتنی مدت تک یہاں رہے ہو؟ اس نے جواب دیا! میں ایک دن یا ایک دن کا کچھ حصہ ٹھہرا ہوں۔ اللہ نے کہا! کہ تم سو سال تک اس حالت میں رہے ہو۔ اب ذرا اپنے کھانے پینے کی چیزوں کو دیکھو کہ ان میں ذرا تبدیلی نہیں آئی۔ اور ذرا اپنے گدھے کی طرف نگاہ کرو (جس کی ہڈیاں تک سلامت نہیں رہیں)۔ اور یہ اس لئے ہے کہ ہم تمہیں نوعِ انساں کے لئے ایک نشانی بنا دیں۔ لہٰذا ان ہڈیوں کی طرف دیکھو! ہم انہیں کیسے جنبش دیتے ہیں۔ پھر انہیں گوشت (کا لباس) پہناتے ہیں۔ جب یہ (حقیقت) اس پر واضح ہوگئی تو وہ کہہ اٹھا کہ میں جان چکا ہوں کہ یقیناً اللہ وہ ہے جس نے ہر شے پر اس کی مناسبت اور توازن کے پیمانے مقرر کر رکھے ہیں (اور یوں ان پیمانوں اور قوانین کی رو سے مُردہ قوم کو بھی نئی زندگی مل سکتی ہے)۔

وَاِذْ قَالَ اِبْرٰهٖمُ رَبِّ اَرِنِیْ كَیْفَ تُحْیِ الْمَوْتٰی ؕ قَالَ اَوَلَمْ تُؤْمِنْ ؕ قَالَ بَلٰی وَلٰكِنْ لِّیَطْمَئِنَّ قَلْبِیْ ؕ قَالَ فَخُذْ اَرْبَعَةً مِّنَ الطَّیْرِ فَصُرْهُنَّ اِلَیْكَ ثُمَّ اجْعَلْ عَلٰی كُلِّ جَبَلٍ مِّنْهُنَّ جُزْءًا ثُمَّ ادْعُهُنَّ یَاْتِیْنَكَ سَعْیًا ؕ وَاعْلَمْ اَنَّ اللّٰهَ عَزِیْزٌ حَكِیْمٌ ﴿۲۶۰﴾

ع 35 3 3

260-اور (اسی طرح وہ واقعہ بھی یاد کرو) جب ابراہیم نے التجا کی کہ اے میرے نشوونما دینے والے! مجھے دکھا دے کہ تُو

مُردوں کو کس طرح زندہ کرتا ہے؟ ارشاد ہوا! کیا تم یقین نہیں رکھتے؟ اس نے عرض کیا! کیوں نہیں (یقین تو رکھتا ہوں) لیکن دل کے اطمینان کے لئے (یہ سوال کر رہا ہوں)۔ ارشاد ہوا! کہ پھر تم (ایسا کرو کہ) چار پرندے پکڑ لو اور ان سے اچھی خاصی جان پہچان کر لو پھر (انہیں ذبح کر کے) ان کا ایک ایک ٹکڑا ایک ایک پہاڑ پر رکھ دو، پھر انہیں بلاؤ، وہ تمہارے پاس دوڑتے ہوئے آ جائیں گے۔ اس لئے جان جاؤ کہ یقیناً اللہ وہ ہے جو لامحدود غلبے کا مالک ہے اور حقائق کی باریکیوں کے مطابق درست اور نادرست کی اٹل حدیں مقرر کر کے فیصلے کرنے والا ہے۔

مَثَلُ الَّذِيۡنَ يُنۡفِقُوۡنَ اَمۡوَالَهُمۡ فِىۡ سَبِيۡلِ اللّٰهِ كَمَثَلِ حَبَّةٍ اَنۡۢبَتَتۡ سَبۡعَ سَنَابِلَ فِىۡ كُلِّ سُنۡۢبُلَةٍ مِّائَةُ حَبَّةٍ‌ؕ وَاللّٰهُ يُضٰعِفُ لِمَنۡ يَّشَآءُ‌ؕ وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيۡمٌ ۝٢٦١

261- (ان شہادتوں کے بعد کہ کس طرح اللہ آخرت میں انسان کو اٹھا لے گا اور موت کو زندگی میں بدل دیتا ہے، واپس اُسی نازل کردہ اصول پر غور کرو جس سے مُردہ قوم زندگی کی جانب بڑھنے لگتی ہے اور وہ یوں ہے کہ) جو لوگ اپنے مال و دولت کو (حقیقی ضرورت مندوں کی ضرورت پوری کرنے کے لئے) اللہ کی راہ میں کھلا رکھتے ہیں، تو ان (کے مال و دولت) کی مثال اس دانہ کی سی ہے جس سے سات بالیاں اگیں اور پھر ہر بالی میں سو دانے ہوں (یعنی وہ لوگ سات سو گنا اجر پاتے ہیں اور معاشیات میں اضافہ کا باعث بنتے ہیں) اور اللہ جس کے لئے مناسب سمجھتا ہے اضافہ کر دیتا ہے۔ کیونکہ اللہ تو وہ ہے جو لامحدود وسعت والا اور لامحدود علم والا ہے۔

(**نوٹ**: یہ آیت 2:261 قوم کی معاشی ترقی کے لئے بنیادی اصول فراہم کرتی ہے جو یہ ہے کہ محروموں کو جب مال فراہم کیا جائے گا تو وہ اُسے لے کر بازاروں اور مارکیٹوں میں جائیں گے تاکہ اپنی ضروریات پوری کر سکیں اِس سے بازاروں اور مارکیٹوں میں اور پیداوار آئے گی اور یہ عمل بڑھتا بڑھتا معاشیات میں ترقی کے عمل کو تیز تر کرتا جائے گا)۔

اَلَّذِيۡنَ يُنۡفِقُوۡنَ اَمۡوَالَهُمۡ فِىۡ سَبِيۡلِ اللّٰهِ ثُمَّ لَا يُتۡبِعُوۡنَ مَاۤ اَنۡفَقُوۡا مَنًّا وَّلَاۤ اَذًى‌ۙ لَّهُمۡ اَجۡرُهُمۡ عِنۡدَ رَبِّهِمۡ‌ۚ وَلَا خَوۡفٌ عَلَيۡهِمۡ وَلَا هُمۡ يَحۡزَنُوۡنَ ۝٢٦٢

262- (بہرحال) جو لوگ اللہ کی راہ میں (یعنی اللہ کی محبت حاصل کرنے کے لئے) اپنے مال و دولت کو (حقیقی ضرورت مندوں کی ضرورت پوری کرنے کے لئے) کھلا رکھتے ہیں اور پھر اپنے خرچ کئے ہوئے کے بعد نہ احسان جتلاتے ہیں اور نہ اذیت دیتے ہیں تو ان کے لئے ان کے نشوونما دینے والے کے پاس اجر ہے۔ اور (یہ وہ لوگ ہیں کہ) نہ ان پر مستقبل کے اندیشے طاری ہوں گے اور نہ ان پر ماضی کے غم اور پچھتاوے طاری ہوں گے۔

قَوۡلٌ مَّعۡرُوۡفٌ وَّمَغۡفِرَةٌ خَيۡرٌ مِّنۡ صَدَقَةٍ يَّتۡبَعُهَاۤ اَذًى‌ؕ وَاللّٰهُ غَنِىٌّ حَلِيۡمٌ ۝٢٦٣

263-(مردہ حالت سے نکل کرنئی زندگی کے آداب وقوانین پر ذرامزید غور کروکہ) قاعدے قانون کے مطابق بات کرنا اور (بے حفاظت کو) اپنی حفاظت میں لے لینا اس صدقہ سے کہیں بہتر ہے جو کہ مصیبت واذیت بنا دیا جائے۔(یاد رکھو کہ) اللہ تو وہ ہے جو کسی شے کا بھی محتاج نہیں اور وہ ذرا ذرا سی باتوں پر گرفت نہ کرتے ہوئے سنورنے والوں کو مہلت فراہم کرنے والا ہے۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تُبْطِلُوْا صَدَقٰتِكُمْ بِالْمَنِّ وَالْاَذٰى ۙ كَالَّذِيْ يُنْفِقُ مَالَهٗ رِئَآءَ النَّاسِ وَلَا يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ ۭ فَمَثَلُهٗ كَمَثَلِ صَفْوَانٍ عَلَيْهِ تُرَابٌ فَاَصَابَهٗ وَابِلٌ فَتَرَكَهٗ صَلْدًا ۭ لَا يَقْدِرُوْنَ عَلٰي شَيْءٍ مِّمَّا كَسَبُوْا ۭ وَاللّٰهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْكٰفِرِيْنَ ﴿264﴾

264-(لہٰذا) اے وہ لوگو! جنھوں نے نازل کردہ سچائیوں اور احکام وقوانین کو تسلیم کر کے اطمینان وبے خوفی کی راہ اختیار کر رکھی ہے، تو وہ اپنے صدقوں کو احسان جتلا کر اور دوسروں کو مصیبتوں میں مبتلا کر کے اکارت نہ کر دیں (اس طرح کہ جس طرح) وہ شخص جس نے اپنا مال (ضرورت مندوں) کے لئے کھلا تو رکھا ہوا ہے مگر ہے وہ انسانوں کے دکھاوے کے لئے۔اور نہ وہ اللہ پر ایمان لاتا ہے اور نہ ہی وہ آخرت کو تسلیم کرتا ہے۔اس کی مثال ایک ایسے چکنے پتھر کی سی ہے جس پر کچھ مٹی ہو (اور اس میں کچھ کاشت کر دیا جائے) پھر اس پر زور کی بارش ہو اور وہ پتھر کو صاف کر کے رکھ دے (یعنی وہ مٹی اپنی بوائی سمیت بہہ جائے گی اور وہ پتھر اسے سہارا نہ دے سکے گا اور اس سے کچھ بھی فصل حاصل نہ ہوگی۔ بالکل اسی طرح) پھر انہیں اپنی کمائی میں سے ان کے ہاتھ کچھ بھی نہیں آئے گا۔(اسی وجہ سے) اللہ ایسے لوگوں کو جو اس نازل کردہ سچائیوں اور احکام وقوانین سے انکار کرتے ہیں انہیں ایسی درست وروشن راہ دکھاتا ہی نہیں جو اطمینان بھری منزل کو جاتی ہو۔

وَمَثَلُ الَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَھُمُ ابْتِغَاۗءَ مَرْضَاتِ اللّٰهِ وَتَثْبِيْتًا مِّنْ اَنْفُسِهِمْ كَمَثَلِ جَنَّةٍۢ بِرَبْوَةٍ اَصَابَهَا وَابِلٌ فَاٰتَتْ اُكُلَهَا ضِعْفَيْنِ ۚ فَاِنْ لَّمْ يُصِبْهَا وَابِلٌ فَطَلٌّ ۭ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ ﴿265﴾

265-اور (ان کے برعکس) وہ لوگ جو اپنے مال اس لئے کھلا رکھتے ہیں (تاکہ نوعِ انساں کی پرورش ہو سکے اور اس طرح) وہ اللہ کی مرضی حاصل کر سکیں اور اپنی شخصیت کو پختگی واستحکام دے سکیں، تو ان کی مثال ایک ایسے باغ کی سی ہے جو اونچی سطح پر ہو۔اور اگر اس پر زور کی بارش ہو تو وہ دگنا پھل لائے اور اگر اسے زوردار بارش نہ ملے تو اس کے لئے شبنم (یا ہلکی سی پھوار) بھی کافی ثابت ہو۔ چنانچہ جو کچھ بھی تم کرتے ہو اسے اللہ دیکھ رہا ہوتا ہے (اس لئے اسے دھوکہ نہیں دیا جاسکتا)۔

اَيَوَدُّ اَحَدُكُمۡ اَنۡ تَكُوۡنَ لَهٗ جَنَّةٌ مِّنۡ نَّخِيۡلٍ وَّاَعۡنَابٍ تَجۡرِىۡ مِنۡ تَحۡتِهَا الۡاَنۡهٰرُۙ لَهٗ فِيۡهَا مِنۡ كُلِّ الثَّمَرٰتِۙ وَاَصَابَهُ الۡكِبَرُ وَلَهٗ ذُرِّيَّةٌ ضُعَفَآءُ ۖۚ فَاَصَابَهَآ اِعۡصَارٌ فِيۡهِ نَارٌ فَاحۡتَرَقَتۡ ‌ؕ كَذٰلِكَ يُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمُ الۡاٰيٰتِ لَعَلَّكُمۡ تَتَفَكَّرُوۡنَ ؏ ۲۶۶

36 ع 6 4

266-(مگر یہ بھی ذرا سوچو کہ) کیا تم میں سے کوئی شخص بھی یہ پسند کرے گا کہ اس کے پاس کھجوروں اور انگوروں کا ایک باغ ہو جس میں پانی کی ندیاں رواں ہوں (تا کہ وہ سرسبز و شاداب رہے) اور اس کے لئے (کھجوروں اور انگوروں کے علاوہ بھی) ہر قسم کے پھل ہوں اور (ایسے وقت میں) اسے بڑھاپا آ پہنچے اور (ابھی) اس کی اولاد بھی ناتواں ہو اور (ایسے وقت میں) اس باغ پر ایک بگولا آ جائے جس میں آگ ہو اور وہ باغ جل جائے (تو اس کی محرومی اور پریشانی کا عالم کیا ہو گا)۔ اسی طرح اللہ تمہارے لئے اپنے احکام و قوانین واضح طور پر بیان کر دیتا ہے تا کہ تم غور و فکر کرو (کہ کیا نوعِ انساں کو مفلسی اور تباہی سے بچانے کے لئے اللہ کے نازل کردہ نظام سے بہتر کوئی اور نظام ہے؟)

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡۤا اَنۡفِقُوۡا مِنۡ طَيِّبٰتِ مَا كَسَبۡتُمۡ وَمِمَّاۤ اَخۡرَجۡنَا لَكُمۡ مِّنَ الۡاَرۡضِ ۖ وَلَا تَيَمَّمُوا الۡخَبِيۡثَ مِنۡهُ تُنۡفِقُوۡنَ وَلَسۡتُمۡ بِاٰخِذِيۡهِ اِلَّاۤ اَنۡ تُغۡمِضُوۡا فِيۡهِ ‌ؕ وَاعۡلَمُوۡۤا اَنَّ اللّٰهَ غَنِىٌّ حَمِيۡدٌ ۲۶۷

267-(لہٰذا) اے اہل ایمان! اپنی وہ کمائیاں جو خرابی پیدا کرنے والی آلائشوں سے پاک ہیں اور جو ہم نے تمہارے لئے زمین سے نکالا ہے (یعنی جو تم زمین سے پیداوار حاصل کرتے ہو انہیں حقیقی ضرورت مندوں کی ضرورت پورا کرنے کے لئے) کھلا رکھا کرو۔ مگر اس میں سے بُرے سے بُرے مال کو (اللہ کی راہ میں) خرچ کرنے کا ارادہ ہی مت کرو۔ کیونکہ (اگر وہی تمہیں دیا جائے تو) تم خود اسے ہرگز نہ لو گے سوائے اس کے (کہ اس کو قبول کرنے میں) تم چشم پوشی کر جاؤ۔ اس لئے تم جان جاؤ کہ (اللہ کا نازل کردہ نظام ایسا نہیں ہے کہ وہ بھیک مانگتا پھرے اور تم اس کی جھولی میں بچے کھچے ٹکڑے ڈال دو کیونکہ) حقیقت تو یہ ہے کہ اللہ تو وہ ہے جو سب کچھ دینے والا ہے اور خود کسی بھی چیز کا محتاج نہیں اور وہ اپنی ذات و صفات میں اس قدر مکمل طور پر نقص اور خطا سے پاک ہے کہ اس پر خود بخود تحسین و آفرین طاری رہتی ہے۔

(نوٹ: آیات 2/261-267 کے مطابق ریاست کا فرض ہے کہ ایسا معاشی نظام قائم کرے جس میں کوئی حقیقی ضرورت محروم نہ رہے)۔

اَلشَّيۡطٰنُ يَعِدُكُمُ الۡفَقۡرَ وَيَاۡمُرُكُمۡ بِالۡفَحۡشَآءِ ‌ۚ وَاللّٰهُ يَعِدُكُمۡ مَّغۡفِرَةً مِّنۡهُ وَفَضۡلًا ‌ؕ وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيۡمٌ ۖۚ ۲۶۸

268-(لیکن محتاط رہو) کیونکہ شیطان تمہیں (اللہ کی راہ میں خرچ کرنے سے روکنے کے لئے) تنگدستی کا خوف دلائے گا۔ اور وہ اللہ کی طے شدہ جنسی حدوں کو توڑنے کا حکم دیتا ہے۔ اور تمہیں اپنی حفاظت میں لے لینے کا اور فراوانیاں و

فضیلتیں دینے کا وعدہ کرتا ہے۔ حالانکہ اللہ تو وہ ہے جو لامحدود وسعت کا مالک ہے اور لامحدود علم کا مالک ہے۔

يُّؤۡتِى الۡحِكۡمَةَ مَنۡ يَّشَآءُ ‌ۚ وَمَنۡ يُّؤۡتَ الۡحِكۡمَةَ فَقَدۡ اُوۡتِىَ خَيۡرًا كَثِيۡرًا ‌ؕ وَمَا يَذَّكَّرُ اِلَّاۤ اُولُوا الۡاَلۡبَابِ ﴿۲۶۹﴾

269-(مگر یاد رکھو کہ) اللہ جسے مناسب سمجھتا ہے اسے حکمت عطا کر دیتا ہے (یعنی ایسی دانش جو حقائق کی باریکیوں کے مطابق درست اور نادرست کی اٹل حدیں مقرر کر کے فیصلے اختیار کرنے والی ہوتی ہے) اور جسے حکمت عطا کرتا ہے تو اسے کثرت سے آسانی وخوشگواری اور سرفرازی عطا کرتا ہے۔ اسی لئے سبق آموز آگاہی بھی وہ لوگ حاصل کرتے ہیں جو عقل وبصیرت وجذبات واحساسات کے مالک ہوتے ہیں۔

وَمَآ اَنۡفَقۡتُمۡ مِّنۡ نَّفَقَةٍ اَوۡ نَذَرۡتُمۡ مِّنۡ نَّذۡرٍ فَاِنَّ اللّٰهَ يَعۡلَمُهٗ ‌ؕ وَمَا لِلظّٰلِمِيۡنَ مِنۡ اَنۡصَارٍ ﴿۲۷۰﴾

270-اور تم (حقیقی ضرورت مندوں کی ضرورتیں پوری کرنے کے لئے) جو کچھ بھی (مال) کھلا رکھتے ہو اور نذریں مانتے ہو (یعنی اپنی خواہشات کو پورا کرنے کے لئے اور نقصان سے بچنے کے لئے اپنے اوپر جو کچھ بھی واجب کر لیتے ہو) تو یقیناً وہ سب کچھ اللہ کے علم میں ہے اس لئے (یاد رکھو کہ) جو لوگ اللہ کی طرف سے طے شدہ حقوق سے انکار کر کے یا ان میں کمی کر کے زیادتی وبے انصافی کے مجرم بنتے ہیں تو ان کے لئے کوئی مددگار نہیں (جو آخرت میں ان کے کام آ سکے اس لئے اپنے اوپر جو کچھ بھی واجب کرنا ہے وہ اللہ کے احکام کے مطابق ہونا چاہیے)۔

اِنۡ تُبۡدُوا الصَّدَقٰتِ فَنِعِمَّا هِىَ‌ۚ وَاِنۡ تُخۡفُوۡهَا وَتُؤۡتُوۡهَا الۡفُقَرَآءَ فَهُوَ خَيۡرٌ لَّـکُمۡ‌ؕ وَيُكَفِّرُ عَنۡكُمۡ مِّنۡ سَيِّاٰتِكُمۡ‌ؕ وَاللّٰهُ بِمَا تَعۡمَلُوۡنَ خَبِيۡرٌ ﴿۲۷۱﴾

271-(چنانچہ جو کچھ تم اجتماعی طور پر یا انفرادی طور پر حقیقی ضرورت مندوں کی ضرورت پوری کرنے کے لئے دیتے ہو تو) ان صدقات کو تم اگر کھلے بندوں دو تو بھی اچھا ہے اور اگر تم انہیں مخفی رکھو اور محتاجوں کو پہنچا دو تو بھی یہ تمہارے لئے خوشگواری اور سرفرازی کا موجب ہوگا۔ اور اس طرح اللہ تمہارے کچھ گناہوں کو تم سے دُور کر دے گا۔ کیونکہ اللہ تو وہ ہے جو تمہارے تمام اعمال سے باخبر ہے۔

لَيۡسَ عَلَيۡكَ هُدٰٮهُمۡ وَلٰـكِنَّ اللّٰهَ يَهۡدِىۡ مَنۡ يَّشَآءُ ‌ؕ وَمَا تُنۡفِقُوۡا مِنۡ خَيۡرٍ فَلِاَنۡفُسِكُمۡ‌ؕ وَمَا تُنۡفِقُوۡنَ اِلَّا ابۡتِغَآءَ وَجۡهِ اللّٰهِ‌ؕ وَمَا تُنۡفِقُوۡا مِنۡ خَيۡرٍ يُّوَفَّ اِلَيۡكُمۡ وَاَنۡتُمۡ لَا تُظۡلَمُوۡنَ ﴿۲۷۲﴾

272-(مگر اے رسولؐ جو لوگ ایسی درست وروشن راہ کو ٹھکرا دیتے ہیں جو اطمینان بھری منزل کو جاتی ہے تو) ان کو ہدایت دینا تمہارے ذمہ نہیں بلکہ اللہ جسے مناسب سمجھتا ہے اسے ہدایت دے دیتا ہے (مگر اس اصول کے مطابق کہ اللہ سلامتی کی راہوں کی اسے ہدایت دیتا ہے جو اس کی مرضی کے تابع ہو جائے 5/16) بہر حال (اے رسولؐ تم ان لوگوں

کو اتنا بتلا دو کہ اس ضمن میں) تم جو کچھ بھی خرچ کرو گے تو اس کا فائدہ خود تمہاری اپنی شخصیت کو ہوگا بشرطیکہ تمہارا یہ خرچ کرنا صرف اللہ کی رضا حاصل کرنے کے لئے ہو۔ اور اس طرح تم اپنی میسر آئی ہوئی خوشگواری میں سے جو کچھ (حقیقی ضرورت مندوں کی ضرورت پورا کرنے کے لئے) کھلا رکھو گے تو اس کا (اجر) تمہیں پورا پورا ملے گا اور تمہارے ساتھ قطعی طور پر زیادتی و بے انصافی نہیں کی جائے گی۔

لِلْفُقَرَآءِ الَّذِيْنَ اُحْصِرُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ لَا يَسْتَطِيْعُوْنَ ضَرْبًا فِي الْاَرْضِ ۫ يَحْسَبُهُمُ الْجَاهِلُ اَغْنِيَآءَ مِنَ التَّعَفُّفِ ۚ تَعْرِفُهُمْ بِسِيْمٰهُمْ ۚ لَا يَسْـَٔلُوْنَ النَّاسَ اِلْحَافًا ؕ وَمَا تُنْفِقُوْا مِنْ خَيْرٍ فَاِنَّ اللّٰهَ بِهٖ عَلِيْمٌ ﴿۲۷۳﴾

الربع ع 37 7 5

273- (لیکن یہ بھی یاد رکھو کہ ہر مانگنے والا فقیر نہیں ہے بلکہ یہ) ان فقیروں کے لئے ہے جو اللہ کی راہ میں رکے ہوئے ہیں (یعنی اللہ کی محبت میں اللہ کے احکام وقوانین کی سربلندی کے لئے انسانوں کو آگاہی دیتے رہنے کی وجہ سے خود کمائی نہیں کر پا رہے اور یوں) وہ زمین میں آمدورفت نہیں کر سکتے (اور ہمہ وقت مشغول رہتے ہیں لیکن ان کی خودداری دیکھ کر) ناواقف آدمی خیال کرتا ہے کہ یہ محتاج نہیں بلکہ خوشحال ہیں۔ حالانکہ تم ان کے چہروں سے (ان کی اندرونی حالت) پہچان سکتے ہو۔ یہ انسانوں سے لپٹ لپٹ کر مانگنے والے نہیں ہوتے۔ لہٰذا (ان لوگوں کی ضروریات پوری کرنے کے لئے) تم جو کچھ خرچ کرو گے تو اس میں کوئی شک وشبہ ہی نہیں کہ اللہ کو اس کا پورا پورا علم ہوگا۔

اَلَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمْ بِالَّيْلِ وَالنَّهَارِ سِرًّا وَّعَلَانِيَةً فَلَهُمْ اَجْرُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ ۚ وَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ﴿۲۷۴﴾

وقف منزل

274- (چنانچہ) جو لوگ اپنے مال دن رات کھلے اور چھپے (اس مقصد کے لئے) خرچ کرتے رہتے ہیں تو ان لوگوں کے لئے ان کے نشوونما دینے والے پروردگار کے پاس ایسا صلہ ہے کہ جس کی وجہ سے نہ انہیں مستقبل کے اندیشے ہوں گے اور نہ ماضی کے پچھتاوے اور غم ہوں گے۔

اَلَّذِيْنَ يَاْكُلُوْنَ الرِّبٰوا لَا يَقُوْمُوْنَ اِلَّا كَمَا يَقُوْمُ الَّذِيْ يَتَخَبَّطُهُ الشَّيْطٰنُ مِنَ الْمَسِّ ؕ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ قَالُوْٓا اِنَّمَا الْبَيْعُ مِثْلُ الرِّبٰوا ۘ وَاَحَلَّ اللّٰهُ الْبَيْعَ وَحَرَّمَ الرِّبٰوا ؕ فَمَنْ جَآءَهٗ مَوْعِظَةٌ مِّنْ رَّبِّهٖ فَانْتَهٰى فَلَهٗ مَا سَلَفَ ؕ وَاَمْرُهٗٓ اِلَى اللّٰهِ ؕ وَمَنْ عَادَ فَاُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ النَّارِ ۚ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ﴿۲۷۵﴾

وقف لازم

275- (ایک طرف تو وہ لوگ ہیں جو ضرورت مندوں کی مدد اس سے بھی زیادہ کرتے ہیں جتنا کہ ان پر واجب ہے مگر دوسری طرف) وہ لوگ ہیں جو ربٰوا کھاتے ہیں (یعنی جو لوگ قرض دیتے ہیں تو واپس اصل سے زیادہ لیتے ہیں) تو وہ

پرسکون حالت پر قائم نہیں رہیں گے۔ (بلکہ ان کا حال ایسے شخص جیسا ہوگا) جسے شیطان نے چھو کر بدحواس کر دیا ہو اور وہ درست طور پر کھڑا نہ ہوسکتا ہو (یعنی ہوسِ زر میں وہ ہر وقت مضطرب و بیقرار رہتے ہیں)۔ اس کے لئے وہ یہ کہتے ہیں کہ بیع (یعنی خرید و فروخت میں منافع حاصل کرنا) بھی تو ربٰوا کی مانند ہے۔ حالانکہ اللہ نے بیع کو حلال کیا ہے اور ربٰوا کو حرام کیا ہے۔ لہٰذا جس کے پاس اپنے پروردگار کی طرف سے یہ صاف صاف بات پہنچ گئی اور وہ (ربٰوا) سے باز آ گیا تو جو پہلے گزر چکا وہ اسی کا ہے اور اس کا معاملہ اللہ کے سپرد ہے اور جس نے پھر بھی (ربٰوا) لیا تو ایسے لوگ جہنم کی آگ والے ہیں جس میں وہ ہمیشہ رہیں گے۔

يَمْحَقُ اللّٰهُ الرِّبٰوا وَيُرْبِي الصَّدَقٰتِ ۗ وَاللّٰهُ لَا يُحِبُّ كُلَّ كَفَّارٍ اَثِيْمٍ ﴿۲۷۶﴾

276- لہٰذا اللہ کا حکم ہے کہ (ایسے نظام کو) مٹا دو جو ربٰوا پر مبنی ہو (اور اس کی بجائے ایسا نظام نافذ کر دو جو) صدقات کو بڑھاتا ہو۔ (یاد رکھو کہ) اللہ کسی ایسے شخص سے محبت نہیں کرتا جو نازل کردہ سچائیوں اور احکام و قوانین کے انکار کا گنہگار ہو۔

اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَاَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتَوُا الزَّكٰوةَ لَهُمْ اَجْرُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ ۚ وَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ﴿۲۷۷﴾

277- چنانچہ تم تحقیق کر کے دیکھ لو تو اسی نتیجے پر پہنچو گے کہ جو لوگ نازل کردہ سچائیوں اور احکام و قوانین کو تسلیم کر کے اطمینان و بے خوفی کی راہ پر چل پڑے اور سنورنے سنوارنے کے کام کرتے رہے اور نظامِ صلوٰۃ کو قائم کرنے کی تگ و دو میں شامل رہے اور زکوٰۃ دیتے رہے یعنی اس نظام کی نشو و نما کے لئے اپنے مال سے مقررہ حصہ دیتے رہے تو ان کے نشو و نما کرنے والے کے پاس ان کا اجر ہے اور ان پر نہ مستقبل کے اندیشے طاری ہوں گے اور نہ ماضی کے پچھتاوے اور غم طاری ہوں گے۔

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَذَرُوْا مَا بَقِيَ مِنَ الرِّبٰوۤا اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ﴿۲۷۸﴾

278- چنانچہ جن لوگوں نے نازل کردہ سچائیوں اور احکام و قوانین کو تسلیم کر لیا ہے وہ تباہ کن نتائج سے بچنے کے لئے ان احکام و قوانین سے چمٹے رہیں۔ اور جو کچھ بھی ربٰوا (کی صورت میں تمہاری طرف سے کسی کے ذمے) باقی رہ گیا ہے تو اسے چھوڑ دو اگر تم واقعی ایمان رکھنے والے ہو۔

فَاِنْ لَّمْ تَفْعَلُوْا فَاْذَنُوْا بِحَرْبٍ مِّنَ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ ۚ وَاِنْ تُبْتُمْ فَلَكُمْ رُءُوْسُ اَمْوَالِكُمْ ۚ لَا تَظْلِمُوْنَ وَلَا تُظْلَمُوْنَ ﴿۲۷۹﴾

279- لیکن اگر تم نے ایسا نہ کیا تو پھر آگاہ ہو جاؤ کہ اللہ اور اس کے رسول کی طرف سے تمہارے خلاف اعلانِ جنگ ہے۔ لہٰذا اب بھی اللہ کے احکام کی طرف واپس آ جاؤ (اور ربوٰا چھوڑ دو) تو تمہیں اپنی اصل رقم لینے کا حق ہے تاکہ نہ تم پر کوئی زیادتی و بے انصافی ہو اور نہ تم کسی سے زیادتی و بے انصافی کرو۔

وَاِنۡ كَانَ ذُوۡ عُسۡرَةٍ فَنَظِرَةٌ اِلٰى مَيۡسَرَةٍ ؕ وَاَنۡ تَصَدَّقُوۡا خَيۡرٌ لَّـكُمۡ اِنۡ كُنۡتُمۡ تَعۡلَمُوۡنَ ﴿۲۸۰﴾

280- اور اگر مقروض تنگدست ہے تو اسے کشادگی حاصل ہونے تک مہلت دو (تاکہ وہ تمہارا قرض اتار سکے۔ لیکن اگر وہ ایسا نہ کر سکے تو وہ قرض) تمہاری طرف سے معاف کر دینا زیادہ بہتر ہے اگر تم جان جاؤ (کہ کسی مجبور کے لئے اس طرح کا عمل اللہ کے نزدیک کس قدر اچھا ہے)۔

وَاتَّقُوۡا يَوۡمًا تُرۡجَعُوۡنَ فِيۡهِ اِلَى اللّٰهِ ۖ ثُمَّ تُوَفّٰى كُلُّ نَفۡسٍ مَّا كَسَبَتۡ وَهُمۡ لَا يُظۡلَمُوۡنَ ﴿۲۸۱﴾ ع 38 8 6

281- لہٰذا اس دن سے خوف زدہ رہو جب "بُرے اعمال کے تباہ کن نتائج کا سامنا کرنا پڑے گا جس کے لئے تم واپس اللہ ہی کی طرف جا رہے ہو۔ پھر ہر شخص نے جو کچھ کمایا ہوا ہوگا (اس کا صلہ اسے) پورا پورا دیا جائے گا اور اس کے ساتھ (قطعی طور پر کوئی) زیادتی و بے انصافی نہیں ہوگی۔

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡۤا اِذَا تَدَايَنۡتُمۡ بِدَيۡنٍ اِلٰٓى اَجَلٍ مُّسَمًّى فَاكۡتُبُوۡهُ ؕ وَلۡيَكۡتُب بَّيۡنَكُمۡ كَاتِبٌ ۢ بِالۡعَدۡلِ ۖ وَلَا يَاۡبَ كَاتِبٌ اَنۡ يَّكۡتُبَ كَمَا عَلَّمَهُ اللّٰهُ فَلۡيَكۡتُبۡ ۚ وَلۡيُمۡلِلِ الَّذِىۡ عَلَيۡهِ الۡحَـقُّ وَلۡيَتَّقِ اللّٰهَ رَبَّهٗ وَلَا يَبۡخَسۡ مِنۡهُ شَيۡـئًا ؕ فَاِنۡ كَانَ الَّذِىۡ عَلَيۡهِ الۡحَـقُّ سَفِيۡهًا اَوۡ ضَعِيۡفًا اَوۡ لَا يَسۡتَطِيۡعُ اَنۡ يُّمِلَّ هُوَ فَلۡيُمۡلِلۡ وَلِيُّهٗ بِالۡعَدۡلِ ؕ وَاسۡتَشۡهِدُوۡا شَهِيۡدَيۡنِ مِنۡ رِّجَالِكُمۡ ۚ فَاِنۡ لَّمۡ يَكُوۡنَا رَجُلَيۡنِ فَرَجُلٌ وَّامۡرَاَتٰنِ مِمَّنۡ تَرۡضَوۡنَ مِنَ الشُّهَدَآءِ اَنۡ تَضِلَّ اِحۡدٰٮهُمَا فَتُذَكِّرَ اِحۡدٰٮهُمَا الۡاُخۡرٰى ؕ وَلَا يَاۡبَ الشُّهَدَآءُ اِذَا مَا دُعُوۡا ؕ وَلَا تَسۡـَٔـمُوۡۤا اَنۡ تَكۡتُبُوۡهُ صَغِيۡرًا اَوۡ كَبِيۡرًا اِلٰٓى اَجَلِهٖ ؕ ذٰ لِكُمۡ اَقۡسَطُ عِنۡدَ اللّٰهِ وَاَقۡوَمُ لِلشَّهَادَةِ وَاَدۡنٰٓى اَلَّا تَرۡتَابُوۡٓا اِلَّاۤ اَنۡ تَكُوۡنَ تِجَارَةً حَاضِرَةً تُدِيۡرُوۡنَهَا بَيۡنَكُمۡ فَلَيۡسَ عَلَيۡكُمۡ جُنَاحٌ اَلَّا تَكۡتُبُوۡهَا ؕ وَاَشۡهِدُوۡۤا اِذَا تَبَايَعۡتُمۡ ۖ وَلَا يُضَآرَّ كَاتِبٌ وَّلَا شَهِيۡدٌ ؕ وَاِنۡ تَفۡعَلُوۡا فَاِنَّهٗ فُسُوۡقٌ ۢ بِكُمۡ ؕ وَاتَّقُوا اللّٰهَ ؕ وَيُعَلِّمُكُمُ اللّٰهُ ؕ وَاللّٰهُ بِكُلِّ شَىۡءٍ عَلِيۡمٌ ﴿۲۸۲﴾

282- اے ایمان والو! جب تم کسی مقررہ مدت تک کے لئے آپس میں قرض کا معاملہ کرو تو اسے لکھ لیا کرو۔ اور تمہارے درمیان جو لکھنے والا ہو اسے انصاف کے ساتھ لکھنا چاہئے۔ اور لکھنے والا لکھنے سے انکار نہ کرے جیسا کہ اسے اللہ نے لکھنا سکھایا ہے۔ لہٰذا وہ لکھ دے اور مضمون وہ شخص لکھوائے جس کے ذمہ حق (یعنی قرض) ہو اور اسے اللہ سے ہی خوفزدہ رہنا چاہئے جو اس کا نشو و نما دینے والا ہے۔ اور اس (زرِ قرض) میں سے (لکھواتے وقت) کچھ بھی کمی نہ کرے۔ پھر اگر وہ

شخص جس کے ذمہ حق (یعنی قرض) واجب ہوا ہے نا سمجھ یا ناتواں ہو یا خود مضمون لکھوانے کی صلاحیت نہ رکھتا ہو تو اس کے کارندے کو چاہیئے کہ وہ انصاف کے ساتھ لکھوا دے۔ اور اپنے لوگوں میں سے دو مَردوں کو گواہ بنالو۔ پھر اگر دونوں مرد میسّر نہ ہوں تو ایک مرد اور دو عورتیں ہوں۔ یہ ان لوگوں میں سے ہوں جنہیں تم گواہی کے لئے پسند کرتے ہو (یعنی وہ لوگ جو گواہی کے لئے قابلِ اعتماد ہوں) تاکہ ان دو میں سے ایک کسی تفصیل میں اُلجھ جائے یعنی confuse ہو جائے تو دوسری اُسے دُرست بات کی آگاہی دے دے۔ اور گواہوں کو جب بھی گواہی کے لئے بلایا جائے تو وہ انکار نہ کریں۔ اور معاملہ چھوٹا ہو یا بڑا اسے اپنی معیاد تک لکھ رکھنے میں اکتایا نہ کرو۔ تمہارا یہ دستاویز تیار کر لینا اللہ کے نزدیک انصاف کے زیادہ قریب ہے اور گواہی کے لئے مضبوط تر ہے۔ اور یہ اس کے بھی قریب تر ہے کہ تم شک میں مبتلا نہ ہو جاؤ سوائے اس کے کہ دست بدست ایسی تجارت ہو جس کا لین دین تم آپس میں کرتے رہتے ہو تو تم پر اس کے نہ لکھنے کا کوئی گناہ نہیں۔ اور جب بھی آپس میں خرید وفروخت کرو تو گواہ بنالیا کرو۔ مگر (یاد رکھو کہ) نہ ہی لکھنے والے کو نقصان پہنچایا جائے اور نہ گواہ کو۔ اور اگر تم نے ایسا کیا تو یہ تمہاری طرف سے (نازل کردہ) حکم کو توڑ کر اللہ کی طرف سے نشوونما دینے والے قوانین کی حفاظت سے نکلنا ہو گا۔ اس لئے تباہ کن نتائج سے بچنے کے لئے اللہ کے احکام وقوانین سے چمٹے رہو۔ یہ تمہارے لئے اللہ کی تعلیم ہے اور اللہ وہ ہے جسے ہر شے کا مکمل علم ہے۔

(**نوٹ**: گواہی کے سلسلے میں ایک گروہ اس آیت کے حوالے سے جہاں ایک مرد کے ساتھ دو عورتوں کی گواہی ہے سے مراد عورت کی آدھی گواہی لیتا ہے جبکہ آیت کا سیاق وسباق اور اس کا تجزیہ ان کی اس رائے کو ثابت نہیں کرتا۔ کیونکہ سوال یہ ہے کہ اللہ نے گواہی کے لئے ایک مرد کی بجائے دو مرد کیوں رکھے ہیں؟ یعنی کیا اس سے یہ سمجھا جائے کہ مرد کی گواہی آدھی ہے؟ اس کی وجہ بھی یہی معلوم ہوتی ہے کہ اگر ایک مرد بات کی تفصیل میں الجھ کر confuse ہو جائے تو دوسرا آگاہی دے دے یا ایک انکار کر دے تو دوسرا ثابت کر دے یا کوئی بھی اور وجہ جو اس معاملے کو درست رکھنے میں مددگار ہو سکتی ہے۔ اور معاملہ اگر درستگی سے ہٹتا ہے تو ایک مرد دوسرے مرد کے ساتھ مردوں سے منسلک بعض عوامل کی بحث وتمحیص میں الجھ سکتا ہے جس میں عورت ساتھ نہیں دے سکتی اور یوں دو مردوں کے درمیان مرد کا اپنا تقدس ووقار برقرار رہتا ہے۔ اس طرح تفصیل میں الجھ جانے کے عوامل میں نسوانی وجوہات ہو سکتی ہیں جن کے متعلق عورت ہی عورت کے ساتھ بحث وتمحیص کر سکتی ہے اور دو عورتوں میں اس طرح عورت کا وقار قائم رہ سکتا ہے۔ لہٰذا ایک مرد کے مقابلے میں دو عورتوں کی گواہی قطعی طور پر آدھی نہیں بلکہ عورت کے تقدس ووقار کے لئے ہے۔ دوسرے یہ کہ ساری آیت اور سارے قرآن میں کہیں پر یہ نہیں کہا گیا کہ عورت کی گواہی مرد کے مقابلے میں آدھی ہے۔ اس آیت 2/282 میں لفظ ''تضل'' استعمال ہوا ہے جس کا عام طور پر بھول جانا مطلب لیا جاتا ہے جو کہ کمزور مطلب ہے کیونکہ اس کا مادہ (ض ل ل) ہے۔ اور یہ وہی لفظ ہے جو قرآن میں کئی بار استعمال ہوا ہے اور اس کے بنیادی مطالب ہیں: حیرت،

سرگرداں پھرنا، سایہ، Perplexed، confused، راہ گُم کر دینا، رائیگاں ہونا۔ البتہ کسی بات کے حوالے سے ہٹ جانا یعنی confuse ہو جانا اور علماء نے ذہن کی اِسی کیفیت سے بھول جانا یا یاداشت کا کھو جانا مطلب لے لیا ہوا ہے۔ بہر حال، سیاق وسباق کے حوالے سے اس آیت کے متعلقہ ترجمے میں ''تفصیل میں confuse ہو جانا'' والا مطلب درج کیا گیا ہے۔ اہم نکتہ یہ ہے کہ اس آیت میں ایک وقت میں صرف ایک عورت کی ہی گواہی کے لئے حکم ہے دوسری تو صرف اس لئے ہے کہ اگر کسی وجہ سے خاص کر کسی نسوانی حالت و کیفیت کی وجہ سے لین دین کی تفصیل میں کنفیوژن پیدا ہو رہی ہو تو دوسری اس کی مدد کر دے نہ کہ دوسری عورت گواہی کے لئے ہے۔ اور یہ حکم صرف قرض کے لین دین کے معاملات سے متعلق ہے دیگر کسی معاملے کے لئے یہ حکم نہیں ہے اور آخری نبیؐ کی ساری حیات طیبہ سے کہیں یہ ثابت نہیں ہوتا کہ انہوں نے کسی مقدمے کا فیصلہ کرتے ہوئے کسی ایک عورت کی گواہی کو یہ کہہ کر مسترد کر دیا ہو کہ کیونکہ عورت کی قرآن میں گواہی آدھی ہے اس لئے قبول نہیں کی جائے گی۔ اس سلسلے میں کوئی ایسی حدیث ہو بھی تو وہ نہایت قابلِ تحقیق ہے کیونکہ قرآن کی وحی کے احکام میں حضرت محمدؐ نہ تو اضافہ کر سکتے ہیں اور نہ کمی کر سکتے ہیں، 69/43-47 لہٰذا، اس سلسلے میں ایسی حدیث یقیناً ضعیف حدیث قرار پائے گی جو نہ ہی تو محمدؐ کے کسی عملی مقدمے کے فیصلے سے ثابت ہو اور نہ ہی قرآن کی کسی آیت سے ثابت ہو جس میں یہ ارشاد کیا گیا ہو کہ عورت کی گواہی کو آدھا قرار دیا گیا ہے۔ چنانچہ محمدؐ سے بعد میں آنے والوں میں سے کسی نے بھی اگر عورت کی گواہی کو آدھا قرار دیا یا کسی مقدمے میں اسے آدھا قرار دے کر مسترد کر دیا تو یہ اُس کی ذاتی رائے یا ذاتی عمل ہے جس کا قرآن کی وحی اور محمدؐ کی سیرت سے کوئی تعلق نہیں۔ بہر حال، قرآن نے کسی الجھن، کنفیوژن یا اس طرح کی کشمکش سے نکلنے کے لئے ایک وقت میں ایک گواہی کے نا قابلِ خطا ہونے کے لئے کسی ایک دوسرے کو مدد وسپورٹ کے لئے رکھنے کا فارمولا دے کر انسانی لین دین کے معاملات کی گواہی کو بے خطا کر دیا ہے جیسے کہ بیسویں واکیسویں صدی کی دنیا میں لین دین کے معاملات میں اور زمین کے پلاٹ کی ٹرانسفر کے معاملات میں ایک گواہی کی مدد وسپورٹ کے لئے کیمرے اور ویڈیو کو شامل کر لیا گیا ہے تا کہ اس آیت 2/282 کے حکم کا اصل مقصد کہ ''گواہی بے خطا اور غلطی سے پاک ہونی چاہیے'' کو بہتر طور پر حاصل کیا جا سکے)۔

وَإِن كُنتُمْ عَلَىٰ سَفَرٍ وَلَمْ تَجِدُوا كَاتِبًا فَرِهَانٌ مَّقْبُوضَةٌ ۖ فَإِنْ أَمِنَ بَعْضُكُم بَعْضًا فَلْيُؤَدِّ الَّذِي اؤْتُمِنَ أَمَانَتَهُ وَلْيَتَّقِ اللَّهَ رَبَّهُ ۗ وَلَا تَكْتُمُوا الشَّهَادَةَ ۚ وَمَن يَكْتُمْهَا فَإِنَّهُ آثِمٌ قَلْبُهُ ۗ وَاللَّهُ بِمَا تَعْمَلُونَ عَلِيمٌ ﴿٢٨٣﴾

ع 39 2 7

283- بہر حال اگر تم سفر پر ہو اور کوئی لکھنے والا نہ پاؤ تو باقبضہ رہن رکھ لیا کرو (یعنی قرض لینے والے کی کوئی چیز بطور ضمانت اپنے پاس رکھ لیا کرو)۔ اور اگر تم میں سے ایک کو دوسرے پر اعتماد ہو تو جس کی دیانت پر اعتماد کیا گیا اسے چاہیے کہ اپنی امانت ادا کر دے اور اپنے نشو ونما دینے والے اللہ کے احکام کو توڑنے کے نتائج سے خوفزدہ رہے۔ (یاد رکھو کہ تم گواہی کو مت چھپاؤ۔ اور جو شخص گواہی چھپاتا ہے تو یقیناً اس کا قلب گنہگار ہے اور اللہ تو وہ ہے جسے جو کچھ تم کرتے ہو اس کا اسے مکمل علم ہے۔

لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ ؕ وَاِنْ تُبْدُوْا مَا فِيْٓ اَنْفُسِكُمْ اَوْ تُخْفُوْهُ يُحَاسِبْكُمْ بِهِ اللّٰهُ ؕ فَيَغْفِرُ لِمَنْ يَّشَآءُ وَيُعَذِّبُ مَنْ يَّشَآءُ ؕ وَاللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ﴿۲۸۴﴾

284-(اے نوعِ انساں یاد رکھو! کہ یہ ہدایت اس اللہ کی طرف سے ہے جس کی طاقت اور علم کا یہ عالم ہے کہ) جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے سب اللہ کے لئے ہے اور وہ باتیں جو تمہاری شخصیتوں میں موجود ہیں چاہے تم انہیں ظاہر کر دیا انہیں چھپاؤ، تم سے اللہ اس کا حساب لے لے گا۔ اور پھر جس کے لئے وہ مناسب سمجھے گا اسے اپنی حفاظت میسر کر دے گا اور جس کے لئے مناسب سمجھے گا اسے سزا کی گرفت میں لے لے گا۔ کیونکہ اللہ تو وہ ہے جس نے ہر شے پر اس کی مناسبت اور توازن کے پیمانے مقرر کر رکھے ہیں۔

اٰمَنَ الرَّسُوْلُ بِمَآ اُنْزِلَ اِلَيْهِ مِنْ رَّبِّهٖ وَالْمُؤْمِنُوْنَ ؕ كُلٌّ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَمَلٰٓئِكَتِهٖ وَكُتُبِهٖ وَرُسُلِهٖ ۟ لَا نُفَرِّقُ بَيْنَ اَحَدٍ مِّنْ رُّسُلِهٖ ۟ وَقَالُوْا سَمِعْنَا وَاَطَعْنَا ۗ غُفْرَانَكَ رَبَّنَا وَاِلَيْكَ الْمَصِيْرُ ﴿۲۸۵﴾

285-(یہی وجہ ہے کہ) رسول نے ہر اس سچائی اور حکم و قانون کو تسلیم کیا جو اس پر اس کے رب کی طرف سے نازل کیا گیا۔ اور اہلِ ایمان نے بھی اسے تسلیم کیا اور سب ہی اللہ پر اور اس کے فرشتوں پر اور اس کی کتابوں پر اور اس کے رسولوں پر ایمان لائے۔ اور (ان کا دعویٰ ہے کہ) ہم اس کے رسولوں میں سے کسی کے درمیان بھی (ان کے ایمان کے معاملے میں) فرق نہیں کرتے۔ اور (وہ اللہ کی بارگاہ میں یہ) عرض کرتے ہیں (کہ اے پروردگار! تیرے احکام و قوانین جو) ہم نے سنے تو ان کی ہم نے اطاعت کر لی ہے۔ اور اے ہمارے نشو ونما دینے والے! ہم تیری حفاظت میسّر آنے کے طلبگار ہیں کیونکہ ہم واپس تیری ہی طرف چلے آ رہے ہیں۔

لَا يُكَلِّفُ اللّٰهُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَا ؕ لَهَا مَا كَسَبَتْ وَعَلَيْهَا مَا اكْتَسَبَتْ ؕ رَبَّنَا لَا تُؤَاخِذْنَآ اِنْ نَّسِيْنَآ اَوْ اَخْطَاْنَا ۚ رَبَّنَا وَلَا تَحْمِلْ عَلَيْنَآ اِصْرًا كَمَا حَمَلْتَهٗ عَلَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِنَا ۚ رَبَّنَا وَلَا تُحَمِّلْنَا مَا لَا طَاقَةَ لَنَا بِهٖ ۚ وَاعْفُ عَنَّا ۥ وَاغْفِرْ لَنَا ۥ وَارْحَمْنَا ۥ اَنْتَ مَوْلٰىنَا فَانْصُرْنَا عَلَى الْقَوْمِ الْكٰفِرِيْنَ ﴿۲۸۶﴾ ع

40 ع 3 8

286-(یہ ہے اللہ کا اختیار اور یہ ہیں انسان کی التجائیں جن کے پیشِ نظر) اللہ کسی شخص کو اس کی طاقت سے بڑھ کر تکلیف نہیں دیتا۔ (یاد رکھو کہ) جو کسی نے کمایا وہ اس کے لئے ہے (یعنی وہی اس کے اجر کا حقدار ہے) اور جو اس نے کمایا اس پر (جو عذاب آئے گا تو اس کا حق دار بھی وہی ہے)۔ (لہٰذا اس حقیقت کے پیشِ نظر ان کی یہ التجائیں جاری رہتی ہیں کہ) اے ہمارے نشو ونما دینے والے! اگر ہم بھول جائیں یا خطا کر بیٹھیں تو ہماری گرفت نہ کرنا۔ اے ہمارے پروردگار! اور ہم پر اتنا بوجھ نہ ڈالنا جسے اٹھانے کی ہم میں طاقت نہیں اور ہمیں اپنی حفاظت میں لئے رکھنا اور قدم بہ قدم

ہماری مدد و رہنمائی کرتے ہوئے ہمیں ہمارے کمال تک پہنچا دینا۔ (حقیقت یہ ہے کہ) تُو ہی ہمارا کارساز ہے۔ اور وہ قوم جو نازل کردہ سچائیوں اور احکام وقوانین سے انکار کرکے سرکش ہوگئی ہو (اس کے مقابلے میں) تُو ہماری مدد کرتے رہنا۔

(نــــوٹ: اِس سورۃ بقرہ میں مندرجہ ذیل الفاظ جو قرآن کی اصطلاحات ہیں وہ قرآن کی مستند ڈکشنریوں کے مطابق مزید مطالب وتفصیلات کا تقاضا کرتی ہیں جو یوں ہیں:

صلوٰۃ: اِس لفظ کا مادہ (ص ل و) بھی ہے اور (ص ل ی) بھی تسلیم کیا جاتا ہے۔ اس کا بنیادی مطلب ہے بچے کا ماں کے پیچھے پیچھے محبت واحترام وتعظیم سے اُس کے دامن سے چمٹے رہنا اس سے جو مثالیں لی جاتی ہیں وہ یہ ہیں کہ گھوڑ دوڑ میں جب دوسرے نمبر کا گھوڑا پہلے نمبر کے گھوڑے کے پیچھے اس طرح دوڑ رہا ہو کہ اُس کا سر اگلے گھوڑے کی پشت کو چھوتا ہوا محسوس ہو یا اونٹوں کی وہ قطار جو سب سے اگلے اونٹ کے قدموں پہ قدم رکھے چلتی ہوئی محسوس ہو رہی ہو۔ بہرحال' ساتھ لگے رہنا یا چمٹے رہنا اہم مطالب ہیں جن کی وجہ سے صلوٰۃ کا قرآن کے حوالے سے یہ مطلب لیا جاتا ہے کہ نازل کردہ تمام احکام وقوانین کو اِس طرح اختیار کرنا جیسے اُس اُمت کے نبی نے اختیار کیے۔ مسلمانوں کے لئے قرآن کے احکام وقوانین اِس طرح اختیار کرنا جیسے حضرت محمدؐ نے اختیار کیے یعنی اُن کے پیچھے پیچھے چلتے چلے جانا جن میں نماز بھی ہے اور دوسرے احکام بھی اور طریقے سلیقے بھی پورا عملی نظامِ زندگی ہے۔ اِسی سے مطلب دُعا کا لیا جاتا ہے یعنی اللہ کو پکارنا یعنی اللہ کے احکام وقوانین کو عملی طور پر بھی اختیار کرنا۔ اللہ کے احکام وقوانین پر انتہائی محبت واحترام سے عمل کرنے یعنی اُن کی پیروی کرنے کی وجہ سے صلوٰۃ کے مطالب عزت واحترام۔ تکریم۔ انتہائی محبت بھی لیے گئے۔

تقویٰ: اِس لفظ کا مادہ (و ق ی) ہے۔ اِس کا بنیادی مطلب ہے ''اپنے آپ پر اِتنا کنٹرول یا اختیار قائم کرلینا کہ اپنی ذات کو یعنی اپنے آپ کو یعنی اپنے باطن اور اپنے ظاہر کو ہر تکلیف دہ چیز سے بچاتے ہوئے اُس کی حفاظت' نگہبان ونگہداشت کرتے رہنا۔ اِسی وجہ سے قرآن کے حوالے سے اِس کا مطلب ہے برے اعمال کے برے نتائج سے بچنے کے لئے نازل کردہ احکام وقوانین سے چمٹے رہنا تاکہ اپنے آپ کو برے نتائج سے بچایا جاسکے۔ بنیادی طور پر جانور اور انسان میں تقویٰ کا ہی فرق ہے اسی لئے سورۃ65 آیت10 میں اللہ کا حکم ہے کہ ''اے عقل وبصیرت وجذبات واحساسات رکھنے والو اگر تم نے نازل کردہ احکام وقوانین کو تسلیم کرلیا ہے تو پھر تقویٰ اختیار کرلو'۔ کیونکہ اسی طریقہ سے حیوانی جبلتوں کو تہذیب یافتہ زندگی کے مطابق ڈھالا جاسکتا ہے۔ اور اِسی کو کریکٹر کہا جاتا ہے۔ تقویٰ کا مطلب پرہیزگاری نہیں ہے کیونکہ یہ فراریت کی طرف لے جاتی ہے۔ قرآن کے مطابق تقویٰ کا مطلب زندگی کی تباہیوں سے بچنے کے لئے اللہ کے احکام وقوانین اختیار کرنا ہے۔

عقل: اِس کا مادہ (ع ق ل) ہے۔ اور اِس کا بنیادی مطلب روکنا۔ منع کرنا۔ چھان پھٹک کرکے صاف ودرست شے کو ایک طرف کردینا۔ قرآن کے حوالے سے عقل کا مطلب ہے غیر سچائیوں کو سچائیوں میں شامل ہونے سے روک دینا یعنی چھان پھٹک کرکے دُرست' صحیح' سچائی' اچھائی وغیرہ کو آگے آنے دینا۔ عقل کا بس اِتنا ہی فریضہ ہے۔ اِس کے آگے کام عمل کا شروع ہوتا ہے جس میں حب یا تقویٰ وغیرہ کی قوتیں سرگرمِ عمل کرنی پڑتی ہیں۔ تاکہ ''نفس مطمعنہ'' کا مقام حاصل ہوجائے۔ لفظ عشق اگرچہ عربی کا لفظ ہے مگر یہ قرآن میں نہیں ہے۔ لیکن یہ اپنی خاصیت ومطالب کے لحاظ سے حب اور تقویٰ کے قریب تر ہے کیونکہ اس کا اپنا مطلب ہے چمٹ جانا یا محبت کرنا یعنی حب کرنا۔ سچائی یا سچائیوں سے چمٹ جانا اور اُن کی خاطر اپنی تمام تر صلاحیتوں کے مطابق سرگرمِ عمل ہوجانا۔ سچائیوں کو سامنے لانا عقل کا کام

ہے اور اُنہیں اختیار کرنا، حاصل کرنا یا اُن کے مطابق سرگرمِ عمل ہونا حب، تقویٰ، عشق کا کام ہے۔ اِسی وجہ سے ہر حسن کی بنیاد سچائی ہے اور ہر فساد کی بنیاد غیر سچائی ہے۔

زکوٰۃ: اِس لفظ کا مادہ (زک و) ہے۔ اِس کا بنیادی مطلب ہے پھلنا پھولنا۔ نشوونما پانا۔ زکی اور تزکیہ اور زکا جیسے الفاظ بھی اسی مادے سے نکلے ہیں جن کا مطلب پاکیزگی لیا جاتا ہے مگر یہ آدھا مطلب ہے کیونکہ یہ بنیادی مطلب نہیں ہے۔ البتہ جب انسانی صلاحیتوں کو یا کھیتی کو یا باغ کو یا پودوں کو تراش خراش کر کے اور خرابیوں سے پاک کر دیا جاتا ہے تو وہ پھلتے پھولتے ہیں اور زیادہ سے زیادہ نشوونما حاصل کرتے ہیں چنانچہ اِس حوالے سے پاکیزگی کہا جائے تو دُرست ہے۔ لٰہذا' قرآن کے حوالے سے ''زکوٰۃ دولت کے ایسے نظام کو کہا جاتا ہے جس کی بنیاد پر ایک معاشرے میں انسانوں کی ظاہری و باطنی صلاحیتوں کی مسلسل نشوونما ہوتی رہے اور دولت ایک فرد میں یا افراد میں یا قوم میں خرابیاں پیدا کرنے کا باعث نہ بنے۔ آیت 59:7 میں ہے کہ دولت کو اِس طرح تقسیم نہیں کرنا چاہیے کہ وہ چند ہاتھوں میں گردش کرتی رہے''۔ لٰہذا' یہ اسلامی ریاست کا فرض ہے کہ زندگی کے حقائق کے مطابق بدلتے ادوار کے تقاضوں کے مطابق دولت و مال کے لحاظ سے افراد کے حقوق و ذمہ داریاں طے کرے تاکہ کوئی اِس طرح محروم نہ ہو کہ خودکشی یا اپنے آپ کو فروخت یا اپنے بیوی بچوں کو فروخت کرنے یا ہلاک کرنے پر مائل ہو جائے۔ اگر ایسا ہو تو اِس کی جوابدہی خاص کر اُن سے ہو گی جنہیں آیت 27:62 کے مطابق حکمرانی' خلافت یا فیصلوں کی قوت دی گئی مگر وہ اپنے مفادات کا پیچھا کرتے رہنے کی وجہ سے پریشان لوگوں کی پریشانیاں نہ دور کر سکے۔

پیکروں کا مسخ ہونا: آیات 2/65 اور 5/60 میں انسانوں کے پیکر مسخ ہو کر بندر اور سُور میں تبدیل ہو جانے کا ذکر ہے' ویسے تو اللہ ہی جانتا ہے کہ اُس کا غضب بھرے عذاب کا حکم کیا تھا اور اُس کی نوعیت کیا تھی لیکن تحقیقات سے یہ بھی ثابت ہے کہ بعض بیماریاں جیسے کہ Advanced Leprosy انسانوں پر ایسی طاری ہوتی رہی ہیں جس میں انسان کے ناک کی ہڈی ختم ہو جاتی ہے اور اُنگلیوں کی شکل بدل جاتی ہے اور انسان بالکل بندر کی طرح نظر آنے لگتا ہے۔ ایسے ہی ممکن ہے بعض بیماریاں یا حالتیں بعض انسانوں کے پیکروں کو مسخ کر کے جانوروں کی طرح کر دینے والی ہوں۔ البتہ بعض مفسرین ان آیات میں انسانوں کے بندر یا سُور کی طرح بدل جانے کو محاورے کے طور پر لیتے ہیں اور اس کا مطلب ایسے انسانوں کو صرف ذلت وخواری کے پیکر سمجھتے ہیں۔ آیت 56/61 بھی اس سلسلہ میں آگاہی دیتی ہے۔

عذاب: اس کا مادہ (ع ذ ب) ہے۔ اس کے متضاد مطالب ہیں: (1) سزا کے طور پر اذیت اور تکلیف جو زندگی کی مسرتوں کو تباہ کر دے۔ (2) ایسا پانی جو اپنی خوشگواری اور شیرینی کی وجہ سے پیاس روک دے۔ قرآن میں سزا کے طور پر عذاب کی دو بڑی قسمیں ہیں۔ (1) ایسی آفات و بیماریاں و تکالیف جو وارننگ یا تنبیہہ کے طور پر ہوتی ہیں جن میں انسان سنبھل سکتا ہے' تعمیرِ نو کر سکتا ہے اور زندگی کی خوشگواریوں اور سرفرازیوں کو واپس لا سکتا ہے کیونکہ یہ انسان کی غلطیوں کے نتائج ہوتے ہیں نہ کہ اللہ کے عذاب' جیسے کہ آیات 20/124 ۔20/134 ۔16/112 ۔6/65 ہیں' اس لیے کہ افراد یا اقوام خود اپنے اوپر ظلم کرتی ہیں' 3/117 ۔13/11۔ دوسرا عذاب۔ عذابِ عظیم یا عذابِ شدید ہے جس میں اقوام کی جڑ کٹ جاتی ہے اور وہ واپس دُرست حالت میں آ جانے کے قابل نہیں رہتیں جیسے کہ آیات 72-7/71' اور اقوامِ عاد و ثمود کے عذاب سے ثابت ہوتا ہے چنانچہ ہر آفت ایسا عذاب نہیں ہوتی جس میں سنبھلا نہ جا سکے۔ اور جو عذب کا متضاد مطلب شیریں پانی لیا جاتا ہے تو وہ بھی متضاد نہیں کیونکہ سزا کے نتیجے میں جو سنبھل جاتا تو اُس کا نتیجہ شیریں یا شیریں پھل سمجھا جاتا۔ عربوں میں پانی زیادہ اہم تھا تو سزا کے جو بہترین نتائج نکلتے تو اُنہیں شیریں پانی یا شیریں چشمے کی مانند کہا جاتا)۔